بیرک نامہ
افضل تحسین
مرتّب
شاکر کنڈان

بسم الله الرحمن الرحيم

افضل تحسین (مرحوم)

شاکر کنڈان

ادارہ فروغِ ادب پاکستان

۱۳۲۔پی۔ استقلال آباد سرگودھا

کتاب	:	بیرک نامہ
شاعر	:	افضل تحسین (مرحوم)
تحقیق و ترتیب	:	شاکر کنڈان
اشاعت	:	۲۰۰۲ء
تعداد	:	۵۰۰ سو
صفحات	:	۱۸۸
قیمت	:	۱۲۰ روپے

ناشر

ادارہ فروغِ ادب پاکستان

۱۳۲۔پی۔ استقلال آباد سرگودھا

فون نمبر: 0451-720239

صوبیدار (مرحوم) محمد افضل تحسین

کی روح کے نام

تشکر

بریگیڈیئر صولت رضا

میجر (ر) خورشید زمان

میجر مستعین الرحمٰن

چوہدری بشیر احمد

خالد بن مجید

امجد

☆☆

حرفِ اوّل

افضل تحسین کے بارے میں نے جس شاعر اور ادیب سے بھی سوال کیا تو اُسے اس شخص کے بارے لاعلم پایا۔ سوائے راجا رشید محمود کے جو نعت کے حوالے سے اس شخصیت کو نام اور نعت کے کام کی حد تک جانتے ہیں۔ یا پھر آئی ایس پی آر کے لوگ آپ کے نام اور کام سے واقف ہیں۔

میں جب اس شخص کے ادبی کام پر نگاہ دوڑاتا ہوں تو یہ شخص مجھے زود گو اور فی البدیہہ شاعر کے روپ میں ایک بہت بڑے علمی و ادبی مواد کے ساتھ نظر آتا ہے۔ اس کی شخصیت کئی خانوں میں بٹی ہوئی لیکن مکمل دکھائی دیتی ہے۔ ایک فیچر رائیٹر، مزاح نگار، نعت گو، محبِ وطن شاعر، مترجم، تجزیہ نگار، حالاتِ حاضرہ پر بھرپور نظر رکھنے والا صحافی اور ادیب کے حوالے سے اس نے بہت کچھ لکھا۔ پچاس کی دہائی سے ۱۹۹۱ء یعنی وفات تک سینکڑوں صفحات متنوع موضوعات اور مختلف ناموں سے تحریر کئے ظفر اقبال، فلائٹ لیفٹیننٹ ظفر اقبال، ظفر اقبال قریشی، خضر اقبال، لیفٹننٹ کمانڈر خضر اقبال، اور خضر خضری۔ محمد افضل، افضل تحسین اور صوبیدار افضل تحسین یعنی اتنے مختلف ناموں سے ہر ہفتے ہفت روزہ ہلال کے صفحات پر دکھائی دیتا ہے۔ اردو ڈائجسٹ میں لکھنا۔ ماہنامہ حکایت میں اپنی موجودگی برقرار رکھنا۔ نیوی نیوز کے علاوہ تعلیم و تدریس۔ روزنامہ تعمیر راولپنڈی اور شاید کتنے ہی اخبارات و رسائل میں دیئے ہوئے موضوعات پر لکھنا اور مسلسل لکھتے رہنا بہت بڑا کام ہے۔ اگر آپ کی تمام تحریروں کو یکجا کیا جائے تو کئی کتابیں علیحدہ علیحدہ موضوعات کے حوالے سے مرتب کی جاسکتی ہیں۔ لیکن بد قسمتی کہ نہ تو یہ تحریریں آپ کے گھر موجود ہیں اور نہ ہی کسی کو علم ہے کہ آپ نے کن کن رسائل و جرائد میں لکھا تاکہ اسے یکجا کیا جاسکے۔ میں نے چند ایک رسائل اور اخبارات سے آپ کا کچھ شعری اور نثری ذخیرہ اکٹھا کیا ہے جن کو اگر ترتیب دوں تو کم از کم ۵۔۶ ضخیم کتب سامنے آسکتی ہیں۔

ایک سوال جو میرے ذہن میں بھی ابھرا تھا اور ہر قاری کے ذہن میں ابھرے گا وہ یہ ہے کہ آپ نے اتنے مختلف ناموں سے آخر کیوں لکھا۔ وجہ یہ ہے کہ آپ ہفت روزہ "ہلال" میں ملازم تھے۔ اور اس باعث آپ کو رسالے کیلئے لازمی لکھنا پڑتا تھا جس کا معاوضہ اصولاً آپکو نہیں مل سکتا تھا۔ آپ کے دو بیٹے خضر اقبال اور ظفر اقبال ہیں۔ آپ ان کے نام استعمال کرتے رہے اور ہر ہفتے کم از کم تین' چار یا پانچ تحریریں نظم اور نثر میں ہلال میں شامل ہوتیں۔ جن میں ایک آدھ ترجمہ ہوتا' ایک حالاتِ حاضرہ پر' دو تین نظمیں اور یوں آپ کو ان تمام ناموں سے لکھنے کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔

یوں نظامِ حیات کو چلانے کے لئے آپ کو اپنی ذات کے حصے بخرے کرنا پڑے۔ چونکہ آپ کے سامنے ادب کا استعمال تھا اس کا فروغ نہیں۔ اور آپ اسے معاشی حالات کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ اس لئے حالات کے مطابق' وقت کی ضرورت کے تحت اور رسائل کی پالیسی اور ایڈیٹرز کی خواہش کے مطابق آپ لکھا کرتے تھے۔

ہفت روزہ ہلال کے ایڈیٹر کو جب بھی کسی موضوع پر میگزین کے لئے کچھ لکھوانے کی ضرورت ہوتی کتابت سے چند لمحے پہلے افضل تحسین کو بتا دیا جاتا اور وہ ان لمحوں میں مضمون / ترجمہ' نعت یا نظم لکھ کر کاتب کے حوالے کر دیتے۔

آپ نے زیادہ تر ہفت روزہ ہلال کے لئے لکھا۔ ہلال کی پالیسی چونکہ حب الوطنی، ملکی تازہ حالات، عسکری خدمات اور مزاح اپنے قارئین کو مہیا کرنا تھا۔ سو ساری زندگی افضل تحسین کا قلم اسی رخ پر چلتا رہا۔ میں نے جب ہلال کی فائل دیکھی تو میں افضل تحسین کی سوچ' فکر اور خیال پر حیران رہ گیا۔ اتنی متنوع سوچ رکھنے والا اور پھر ایک ہی نشست میں مختلف موضوعات کا احاطہ کر لینے والا شخص شاید بہت کم ہی کہیں کوئی ہو۔

ماہنامہ حکایت لاہور کی فائل جب دیکھی تو اس میں حکایت کی پالیسی پر آپ کو مکمل طور پر کاربند پایا۔ اردو ڈائجسٹ میں آپ کی جو تحریریں میری نظروں سے گزریں وہ اردو ڈائجسٹ کی پالیسی پر منطبق نظر آئیں۔ نیوی نیوز میں آپ کی تحریریں نیوی کا بھرپور احاطہ

کیے ملیں۔ششماہی "تعلیم" مری میں کچھ آپ کی تحریریں دیکھیں جو علمی اندازِ تحریر لئے تھیں۔ روزنامہ تعمیر کے ابتدائی ادوار میں آپ نے اس اخبار کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے لکھا۔

اگر قسمت نے یاوری کی تو میں کسی اور کتاب میں افضل تحسین پر شاید بھرپور تبصرہ لکھ سکوں فی الحال "بیرک نامہ" میں صرف اس گمنام شخص کے بارے آپ کو ابتدائی معلومات پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں تاکہ وقت کی گرد میں چھپے اس شخص کو کم از کم کچھ لوگ تو جان سکیں۔ جناب محمد افضل تحصیل مری کے نزدیک ایک گاؤں بن کوئل میں ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا الف الٰہی اپنے علاقے کی ایک دینی اور دنیوی شخصیت ہونے کے باعث اپنی ایک پہچان رکھتے تھے۔

محمد افضل نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں (بن کوئل) کے پرائمری سکول سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کیلئے آپ کو گورنمنٹ ہائی سکول مری میں داخل کروایا گیا جہاں سے میٹرک کا امتحان آپ نے پاس کیا۔

اس زمانے میں جب بچہ میٹرک کر لیتا تھا تو وہ عمر اور قد کاٹھ کے لحاظ سے اس قابل ہوتا تھا کہ نوجوانوں بلکہ جوانوں کے ساتھ قد ملا کر کھڑا ہو سکے۔ آپ کے والد اسے مزید تعلیم دلوانے کی خواہش رکھتے تھے لیکن محمد افضل چوری چھپے فوج میں بھرتی ہو گئے کچھ عرصہ گھر والوں کو بھی اطلاع نہ مل سکی اور وہ اپنی جگہ پریشان ڈھونڈتے رہے۔ پھر محمد افضل جب یونٹ سے گھر آئے تو انہیں پتہ چلا دراصل یونٹ میں جانے کے بعد جب آپ کے کمانڈنٹ کو آپ کے بارے میں معلوم ہوا اور آپ کے اندر اس نے علم وادب کے چھپے ہوئے گوشے دیکھ لیے تو اس نے مزید تعلیم کے حصول کیلئے ملازمت چھوڑ کر واپس جانے کی اجازت دے دی۔

ایک اور المیہ جس سے محمد افضل کو دوچار ہونا پڑا یہ تھا کہ آپ ابھی پانچویں جماعت میں تھے جب آپ کی والدہ انتقال فرما گئیں۔ گھر میں نہ کوئی بہن' نہ دادی' نہ پھوپھی' ایک والد کی ذات تھی یوں گھر کا سارا کام بھی خود کرنا پڑتا۔ اور جب گھر کے کام کاج سے

فارغ ہوتے تو کتابیں لے کر پڑھنے بیٹھ جاتے۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور شاید یہ وجہ بھی ہو کہ آپ نے سکول و کالج کی مزید تعلیم پر ملازمت کو ترجیح دی۔

آپ پہلی بار فوج سے واپس آکر بھی تعلیم کو جاری نہ رکھ سکے اور دوبارہ چند دن کے بعد ۱۹۴۳ء میں ہی آرڈ ننس کور میں حوالدار کلرک بھرتی ہو گئے اور پھر کافی عرصے تک سی او ڈی راولپنڈی میں مقیم رہے۔

کلرک جہاں بھی ہو۔ فوج میں یا سول میں اس کے ساتھی اس کو بابو جی کے نام سے پکارتے ہیں۔ جناب محمد افضل کو بھی ہانڈی وال اسی نام سے پکارا کرتے تھے اور پھر بابو جی ان کی پہچان بن گئی۔

فوج میں شمولیت کے بعد ۱۹۴۳ء میں ہی آپ کی شادی آپ کے چچا کی بیٹی سے ہو گئی تھی۔ چھ سال تک آپ کی ازدواجی زندگی بڑی پر سکون گزری لیکن پھر ایک صدمہ آپ کو برداشت کرنا تھا۔ زندگی کی ساتھی بھی آپ کو داغِ مفارقت دے گئی اور نشانی کیلئے ایک بچی چھوڑ گئی۔ آپ نے بیٹی کی پرورش باحسن کی اور حتی الوسع کوئی کمی نہ رہنے دی۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے لیکن میرے خیال میں ہر کامیاب آدمی کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرومی ایسی ہوتی ہے جو اسے نیا عزم اور حوصلہ بخشتی ہے اور کچھ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

بچپن میں محمد افضل کی والدہ کا انتقال جوانی میں رفیق حیات کا چھوڑ جانا یہ محرومیاں آپ کے اندر کے حساس شخص کو باہر لے آئیں اور آپ نے شعر کہنا شروع کر دیا۔

جب آپ کی بیوی اس دنیا سے رخصت ہوئی تو آپ نے اس کی تصویر سامنے رکھ کر جو پہلے اشعار کہے وہ یہ تھے ۔

تو گیا ہے زمانے میں روشنی نہ رہی	دلوں کے دیپ جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
یہ چاند' تارے' یہ کہکشاں ہے بے سود	مجھے بھی پاس بلاؤ بڑا اندھیرا ہے

یہ شعر وزن میں تھے یا نہیں' بحر صحیح تھی یا نہیں یہ الگ بات ہے اور ابتداء میں ایسا

ہی ہوتا ہے۔ بس اس کے بعد شاعری کا سلسلہ چل نکلا۔ ہر شاعر اپنے نام کے ساتھ تخلص کا دم چھلا لگاتا ہے۔ لہٰذا آپ نے ناشاد تخلص رکھا ۔ جب آپ کے والد کو اس تخلص کا علم ہوا تو سخت غصے ہوئے اور کہا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ہمیشہ اچھے نام رکھا کرو۔ اگر تخلص رکھنا ہی ہے تو تحسین رکھ لو۔ یوں آپ محمد افضل ناشاد سے محمد افضل تحسین بن گئے۔

اب آپ ادب کی طرف متوجہ ہوئے۔ عسکری مصروفیات سے چند لمحے نکال کر ادبی حلقوں میں آنا جانا شروع کر دیا۔ راولپنڈی قیام کے دوران ہی پنج بھائہ میں ایک ادبی انجمن بنائی گئی جس کے آپ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۹ء تک آپکی تحریریں روزنامہ تعمیر (راولپنڈی) اور ششماہی تعلیم (مری) میں ملتی ہیں۔

آپ نے تعلیم کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۵۸ء میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اور بحیثیت جے سی او کمشن لے لیا۔

۱۹۶۰ء میں آپ کا تبادلہ ایبٹ آباد ہو گیا۔ اسی دوران آپ نے اپنی مرحومہ بیوی کی چھوٹی بہن سے شادی کر لی۔ جو کہ بالکل ان پڑھ تھی۔ جب کہ آپ کے لیے بڑے بڑے رشتے آتے تھے۔ لیکن آپ نے یہ فیصلہ اپنی بیٹی کیلئے کیا۔ جس کو ابھی باپ کے ساتھ ساتھ ماں کی توجہ کی بھی سخت ضروری تھی اور یہ ضرورت خالہ ہی بہتر طریقے سے پورا کر سکتی تھی۔

۱۹۶۱ء میں آپ نے بی اے کیا اور ۱۹۶۲ء میں اردو میں ایم اے کیا۔ شاید ان دنوں یونیورسٹی والوں کی دو سال کے وقفے کی پابندی نہیں ہو گی یا مجھے جو معلومات ملی ہیں ان میں غلطی ہو سکتی ہے۔ اس زمانے میں آپ مختلف رسائل اور اخبارات میں ساتھ ساتھ لکھ بھی رہے تھے۔ ۱۹۶۳ء میں آپ کھاریاں آ گئے۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں آپ بمعہ اہل و عیال باغ (آزاد کشمیر) میں تھے۔ آپ نے بچوں کو واپس گاؤں بھیجنا چاہا لیکن بیوی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم مریں گے تو اکٹھے۔ جئیں گے تو اکٹھے۔

اس جنگ میں آپ نے حب الوطنی کا ایک اور مظاہرہ کیا آپ نے کئی ملی نغمے لکھے اور یونٹ

سے کچھ لڑکے تیار کر کے قوالی کی صورت میں بارڈر پر جاکر جوانوں کے حوصلے بڑھائے۔

آپ چونکہ ایک ایسے محکمے میں تھے جس کا کام محاذ سے پیچھے ہوتا ہے۔ آپ نے محاذ پر جانے کے جذبے کو اپنے ترانوں کی مدد سے پورا کیا بے شمار ترانے لکھے اور قوالی کے پروگرام ترتیب دیئے۔ اس موقع پر کسی نے آپ سے پوچھا۔ "تحسین صاحب! آپ موسیقی سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں"۔

آپ نے جواب دیا۔ "وطن کی خاطر یہ کچھ بھی کر رہا ہوں"۔

ایجوکیشن کور میں آنے کے بعد بھی آپ کا زیادہ قیام راولپنڈی میں رہا۔ اور ۱۹۷۳ء میں تیس سال کی عسکری ملازمت کے بعد آپ سبکدوش ہو گئے۔ جب آپ نے ریٹائرمنٹ لی تو آپ صوبیدار کے عہدے پر فائز تھے۔ ریٹائرمنٹ پر آپ نے اپنے خیالات کا اظہار جس طرح کیا ہے اسے صرف مزاح کے طور پر ہی نہ لیا جائے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ ایک دفعہ "ہلال" کے ایڈیٹر ممتاز اقبال ملک نے کہا تحسین صاحب کچھ اپنی ریٹائرمنٹ کے بارے میں بھی لکھیں۔ تو آپ نے فوراً جواب دیا

اب میں سروس سے ریٹائر ہو گیا   اب ہوں کھوکھا، روند فائر ہو گیا

اور پھر کاغذ قلم لے کر یہ نظم لکھی۔

اب میں سروس سے ریٹائر ہو گیا
اب ہوں کھوکھا، روند فائر ہو گیا
کام جس دم مجھ کو از بر ہو گیا
گیٹ سے دفتر کے باہر ہو گیا
پہلے مجھ کو ہر کوئی تھا جانتا
اب نہیں ہے بات کوئی مانتا
اب میں گویا ایک کنڈم مال ہوں
آپ اپنی شامت اعمال ہوں

پہلے مجھ کو لوگ کرتے تھے سلام
اب نہیں ہوتا ہے کوئی ہم کلام

لوگ کیوں چپ چپ سے ہیں وائے غضب
جانے کیا اس بے رخی کا ہے سبب

پہلے تھی "سر سر" سے قائم برتری
اب کوئی ملتا بھی ہے تو سرسری

اپنے تھے جتنے وہ بیگانے ہوئے
ماند شہرت کے سب افسانے ہوئے

پہلے جو کچھ تھے ابھی وہ ہم نہیں
پہلی سی خوش خوش ابھی بیگم نہیں

بے ناخوش ہیں تو رشتہ دار خوش
یار ناخوش ہیں تو ناہنجار خوش

کس طرح پنشن پہ ہو گی اب گزر
کوئی صورت ہی نہیں آتی نظر

وقت کی بھی کیا عجب تقسیم ہے
دورِ پیری اب ہمیں تسلیم ہے

پہلے تھا شہرت کا کیا کیا غلغلہ
اب ہوں میں پانی کا گویا بلبلہ

اب کباڑی بھی نہیں کرتا قبول
جانتا ہے مجھ کو ناکارہ، فضول

ہو گیا ہے زندگی کا سب مزا
آخری دم میں نہایت کر کرا

کوئی ٹیلی فون ہے نہ کال ہے
تذکرہ کوئی نہ قیل و قال ہے

ہو گئے ہیں دفعتاً سب ٹھاٹ گم
کرسی ہے گم، میز ہے گم، کھاٹ گم

کار فرما ہے خموشی کا عمل
ختم ہے سب گرمجوشی کا عمل

ختم ہے اب آمدن تنخواہ کی
ختم ہے روداد سب کی چاہ کی

اب مری پہلی سی وہ قیمت نہیں
کوئی درجہ کوئی حیثیت نہیں

مہرباں جو تھے ہوئے نا مہرباں
سخت ہے دلگیر احساسِ زیاں

کوئی اب کرتا نہیں مجھ پر یقیں
سوچتا ہوں کوچ کر جاؤں کہیں

یار بیلی، اقربا، احباب گم
میری راحت کے ہوئے اسباب گم

بدلے بدلے سے نظر آتے ہیں سب
کیا ہوا ان کو بتا اے میرے رب

روٹھے روٹھے ہیں درو دیوار تک
اکڑے اکڑے سے ہیں خدمت گار تک

ہو گیا غائب کہاں میرے خدا
حسنِ لب، حسنِ عمل، حسنِ ادا

میری خود بیگم سے ان بن ہو گئی
جب سے اس پر میری قدغن ہو گئی
مجھ کو اب کرنے لگے سب نا پسند
میری باتیں بن گئی ہیں زہر خند
کچھ سکونِ دل مجھے حاصل نہیں
ایک ہی جا ہے ابھی زیرِ زمین
کوئی میرے پاس اب آتا نہیں
کوئی میرے، دل کو سمجھاتا نہیں
اب ہوں میں اک غیر مستعمل سی شے
جس طرح ٹوٹے ہوئے حقے کی نے
کیا خبر تھی آئے گا یوں انقلاب
سب کے سب میرے بکھر جائیں گے خواب

ریٹائرمنٹ کے فوراً بعد آپ نے آرمی پریس میں ملازمت اختیار کر لی جو چار سال تک جاری رہی اور اسی دوران عساکرِ پاکستان کے اردو مجلّے ہفت روزہ ہلال راولپنڈی میں بحیثیت فیچر رائٹر ۱۹۷۴ء میں عملہ ادارت میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۷۴ء میں ہی آپ کے والد محترم نے انتقال فرمایا۔ ۳

ہلال کے زمانے کا عرصہ ایسا ہے کہ آپ نے بہت لکھا اتنا کہ شاید ہی کسی نے اُتنا زیادہ لکھا ہو۔ اس ملازمت کے دوران آپ نے "آئی ایس پی آر" کی جانب سے فریضۂ حج بھی ادا کیا۔ جو آپ کی ایک بہت بڑی خواہش کی تکمیل تھی۔ آپ ۲۶ اگست سے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۴ء تک حرمین شریفین میں رہے اس موقعہ پر آپ نے ایک نعت شریف کہی جو کہ حضور نبی کریم ﷺ سے آپ کی محبت و عقیدت کا بھرپور اظہار ہے۔

بتاؤں کس طرح کیا تھا سماں مدینے میں
بھلا تھا ہوش ہی اتنا کہاں مدینے میں

نہ آئے کام زبان و بیاں مدینے میں
رہے ہیں اشک مرے ترجماں مدینے میں

عجب ہے لطف جمالاتِ مسجد نبویؐ
ہو جس پہ خلدِ بریں کا گماں مدینے میں

درونِ مسجدِ عالی نشاں ہے روضۂ پاک
مکینِ گنبدِ خضرا نہاں مدینے میں

ہر ایک شے پہ جمالِ نبی ﷺ کا ہے پرتو
ہر ایک چیز ہے شایانِ شاں مدینے میں

یہ شہر امن ، امینِ ریاض جنت ہے
ہے بارگاہ شہہِ دو جہاں مدینے میں

بس ایک نقطے پہ دیکھی ہر ایک شے مرکوز
سمٹ گئے ہیں زمان و مکاں مدینے میں

کوئی بھی پیاسا نہ لوٹا حضورؐ کے در سے
رواں ہے بحرِ کرم بے کراں مدینے سے

تجلیات کا اور نور کا جو عالم ہے
سناتا پھرتا ہے اک داستاں مدینے میں

فلک پہ جو تھی گزرگاہ سرورؐ عالم
تلاش کرتی ہے اب کہکشاں مدینے میں

بغیر اذنِ خدا اور بغیر اذنِ نبی ﷺ
فرشتے ہوتے ہیں کب پر فشاں مدینے میں

بلا کے خود ہی سنوار انصیب تحسینؔ کا
وگرنہ آتا یہ عاصی کہاں مدینے میں

ہلال سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے نیول ہیڈ کوارٹرز کے ماہنامہ "نیوی نیوز" کی ادارت سنبھالی۔ لیکن بیماری کے باعث زندگی نے زیادہ عرصہ تک آپ کا ساتھ نہ دیا اور آپ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت فرمائی۔

ایک قادرالکلام شاعر، مصنف، محقق، ہفت روزہ ہلال کے فیچر رائٹر، نیوی نیوز کے ایڈیٹر، ماہنامہ حکایت اور ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے قلمی معاون، آرمی ایجوکیشن سرٹیفکیٹ کے نصاب کے مرتبین کے ایک اہم ممبر، کئی نامور شعراء کے استاد، کئی ممتاز مصنفین کے اصلاح کار جناب صوبیدار محمد افضل تحسین رخصت ہوئے۔ پر کوئی اداریہ نہیں چھپا، کوئی خبر نہیں لگی، کوئی اعلان نہیں ہوا کوئی ریفرنس پاس نہیں ہوا صرف چند آنکھیں تھیں جو نم ہوئیں اور بہت کم لوگوں کے ذہن میں آپ کا نام محفوظ رہا۔ ہاں! صرف ہفت روزہ ہلال راولپنڈی نے ان کی وفات کا ذکر ضرور کیا اور ایک خبر شائع کی بلکہ اب اکثر ان کی تحریریں شامل اشاعت کر کے ان کی یاد کو تازہ رکھتے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہلال کی پہنچ ہے کہاں تک۔

آپ کی وفات پر صوبیدار میجر (ر) زیب ظفری لنگاہی نے کچھ اشعار لکھے۔ جو انہوں نے مجھے ایک ملاقات پر عنایت فرمائے تھے۔ وہ حاضر خدمت ہیں چونکہ زیب ظفری، افضل تحسین کے قریبی دوستوں میں سے تھے اس لیے ان کی ذات کے کئی پہلو اس نظم میں آپ نے اجاگر کیے ہیں یہ نظم ہلال کی اشاعت ۹ فروری ۱۹۹۲ء میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

مذاقِ شعر و سخن تھا تری رفاقت سے
یہ بزمِ عیش غنیمت ہمیں ترا دم تھا
خبر سنی جو تری مرگِ ناگہانی کی
ایاغِ بادہ مبدل بہ ساغرِ سم تھا

ترے سخن کی میں تعریف کر نہیں سکتا
ترے سخن میں تو زخم ہائے دل کا مرہم تھا

رہے گا یاد یہ اوجِ کمالِ شعر ترا
ترے کلام میں طرفہ ہی سوز تھا غم تھا

زمانے بھر میں ہیں مشہور تبصرے تیرے
تو ایک ماہرِ فن تھا نقادِ اعظم تھا

تو حالِ زارِ مسلماں پہ روتا رہتا تھا
تجھے رسولؐ کی امت کا کس قدر غم تھا

بجا ہے قوم نے پائی ہے روشنی تجھ سے
تو دستِ قوم میں اک نور پاش خاتم تھا

ہمیشہ حالتِ احباب تجھ پہ روشن تھی
جو تیرے دل کا تھا آئینہ ساغرِ جم تھا

یہ تیرے سوزِ دروں کا پتہ بتاتا تھا
رواں نگاہوں سے تیری جو قلزمِ غم تھا

ترے الم میں اسے اب نڈھال دیکھا ہے
ترا جو فخر تلمذ سعید اکرم تھا

تو ہر غریب کے بے کس کے کام آتا تھا
سراپا مہر تھا تو شفقت مجسم تھا

الم میں ڈوبا ہوا تھا بلال کا دفتر
جسے بھی دیکھا تھا غم میں ترے ہی مد غم تھا

تلامذہ کی نگاہوں میں قدر تھی تیری
تو محترم تھا، معظم تھا اور مکرم تھا

تو میرا فوج کا ساتھی تھا ایک دیرینہ

تو میرا یارِ وفا آشنا تھا ہمدم تھا

ترے بغیر محبت کے خارزاروں میں

نہ کوئی حال سے واقف نہ کوئی محرم تھا

رتیں خزاؤں کی دکھلائیں تیری دوری نے

تو جب قریب تھا رشکِ بہار موسم تھا

چھپا نہ حیف ہے مجموعۂ کلام ترا

ترا کلام تو ہستی کا درسِ پیہم تھا

تو بے نیاز تھا شہرت نہ مل سکی تجھ کو

کہ اہلِ زر سے ترا رابطہ بہت کم تھا

مثال ہمتِ فرہاد تھی تری ہمت

ترے ارادے کو دیکھا بڑا مصمم تھا

غمِ حیات ہے تحسینؔ غمِ وفات ترا

غمِ فراق ترا یوں بھی ہم کو کیا کم تھا

تپاں رہے گا دل زیبؔ تیری فرقت میں

رہے گا یاد وہ ہم میں جو پیار باہم تھا

۱۔ ملاقات خالد بن مجید (آئی ایس پی آر) راولپنڈی — ۲۷ مارچ ۲۰۰۱ء

۲۔ ملاقات چوہدری بشیر احمد (اسسٹنٹ ایڈیٹر ہلال) راولپنڈی — ۱۹ جون ۲۰۰۱ء

۳۔ بنیادی معلومات میجر (ر) خورشید زمان (راولپنڈی) نے مہیا کیں — ۱۳ ستمبر ۲۰۰۰ء

۴۔ افضل تحسین کی ذاتی بیاض سے

۵۔ ملاقات زیب ظفری لنگاہی۔ راولپنڈی — ۱۰ دسمبر ۲۰۰۰ء

فہرست

قاصد

یہ قاصد ہے جائے اِدھر سے اُدھر
زمانے میں مشہور ہے نامہ بر
سبھی اس کی منت سماجت کریں
بیاں اپنی ایک ایک حاجت کریں
بہت لوگ اسکے اٹھاتے ہیں ناز
حوالے کریں اپنے سینے کے راز
"خدا را یہ خط میرا لے جاؤ تم
جواب اِس کا بھی ساتھ لے آؤ تم"
یہ لاتا ہے پیغام محبوب سے
ملاتا ہے طالب کو مطلوب سے

جو گھنٹی بجاؤ تو حاضر ہے یہ

ہمہ وقت سامع و ناظر ہے یہ

اشارے پہ آجاتا ہے دوڑ کر

کئی دوسرے کاموں کو چھوڑ کر

اطاعت میں اس کا نہیں ہے جواب

پکارو تو کہتا ہے "حاضر جناب"

پیاسوں کو پانی پلاتا ہے یہ

ثوابوں کے ثمرات پاتا ہے یہ

یہ چائے بھی لے آئے کینٹین سے

اِسے حق نے بخشے بڑے حوصلے

یہ بازار سے چیزیں لائے خرید

کئی کام دیگر ہیں اس کے مزید

یہ صبر و تحمل کا ہے اک جبَل

نہیں ڈالتا کام میں کچھ خلل

خموشی سے ہر حکم ہے مانتا

مراتب، یہ سب کے ہے پہچانتا

کہو کچھ بھی انکار کرتا نہیں

جواباً کبھی وار کرتا نہیں

یہ کرتا ہے جو کام آساں نہیں
کوئی خود ہی کر لے یہ امکاں نہیں
یہ ہر حال میں مُسکراتا رہے
سدا فرض اپنا نبھاتا رہے
یہ خوش باش ہے اور دلدار ہے
ہر اک کام کرنے کو تیار ہے
یہ کرتا ہے سب کچھ روا ناروا
دیئے جاؤ اس کو صدا پر صدا
وہ یوں دوڑ پڑتا ہے آواز پر
کہ جیسے ہو رقصاں کسی ساز پر
اِدھر سے اُدھر ڈاک لے جاتا ہے
اُدھر سے اِدھر ڈاک لے آتا ہے
مروت کی امید رکھتا ہے یہ
اسی سے ہمیشہ پرکھتا ہے یہ
رکھے اِس سے جو آدمی دوستی
گزارے بڑی موج کی زندگی
یہ کرتا ہے آسان دشواریاں
مسائل میں دکھلائے دلداریاں

مالش کے وقت طبلہ بجاتا ہے سر پہ وہ
پھر گیت میں دلائے گلوکار کے مزے

خبریں سنانے کو ہو تو وہ شرق و غرب کی
باتوں میں اس کی ہو بہو اخبار کے مزے

تیزی میں آ کے کیل مہاسوں پر کاٹ دے
تب لیجئے لب و رُخِ خوں بار کے مزے

رگڑا وہ اُنگلیوں سے دے مونچھوں کو اس طرح
آجائیں میلے پانی سے افطار کے مزے

کرتا ہے تیز اُسترے کو اپنی ران پر
پھر ہاتھ پر دکھاتا ہے ہتھیار کے مزے

پیہم سُنائے چٹکلے وہ جُھوم جُھوم کر
دکھلائے اپنی سیرت و کردار کے مزے

مہنگائی پر بھی کرتا ہے بھرپور تبصرے
فتویٰ ہے اس کا ”خوب ہیں نادار کے مزے“

شعر و سُخن سے بھی اُسے بے حد لگاؤ ہے
پڑھ پڑھ کے خوب لیتا ہے اشعار کے مزے

ازبر سیاسیات کا مضمون ہے اُسے
رائے میں اس کی ڈھونڈیئے افکار کے مزے

یونٹ کا باربر

اِک باربر میں دیکھے ہیں فنکار کے مزے
اور ساتھ ساتھ اُسترے کی دھار کے مزے
ہیں اُسترے میں سر بسر تلوار کے مزے
جیسے محاذِ جنگ پہ یلغار کے مزے
گر اُسترا ہو کُند تو بازو کے زور سے
دکھلائے وہ ہمواریٔ رُخسار کے مزے
سب لوگ سر جھکاتے ہیں اس کے حضور میں
مجلس میں اس کے لیجئے دربار کے مزے

کبھی بنک میں ہے کبھی ڈاک گھر
فرشتہ ہے اڑنے کو رکھتا ہے پر
مگر اس کی خدمت کا ہے کیا صلہ ؟
یہی تو جہاں سے ہے اس کو گلہ
ذرا اس کا بھی دل ٹٹو لو کبھی
ذرا اِس سے بھی ہنس کے بولو کبھی
نہ چھٹی میں کچھ روڑے اٹکایئے
جو حق اس کا بنتا ہے دلوایئے
ہو بیمار تو کوئی چارہ کریں
یہ حاضر نہ ہو تو گزارہ کریں
جو مشکل ہو اس کی اسے حل کریں
خبر دار جو آج یا کل کریں
نہ بھولیں یہ ہے کام کا آدمی
کہاں پوری ہوتی ہے اسکی کمی

قینچی کو بھی چلاتا ہے وہ . تال سُر کے ساتھ

اک ساتھ لیں گٹار اور ستار کے مزے

ہیئر کٹنگ میں سر کو گھمائے اِدھر اُدھر

مکوں میں جیسے کُشتی کے ہوں مار کے مزے

اِک شخص ہے جو کرتا ہے اِک ساتھ کتنے کام

سگرٹ کے ساتھ ساتھ لے نسوار کے مزے

ہو اعتراض آپ کو اس پر اگر کوئی

پھر پایئے جواب میں تکرار کے مزے

پوچھے . گا "کیا حضور کا ہے مشغلہ جناب"؟

اِس طرح لے بہانے سے گُفتار کے مزے

شہ رگ پہ وہ چلاتا ہے ہر روز استرا

جیتے ہیں پھر بھی لینے کو پیکار کے مزے

القصہ داڑھی مونڈ کے 'کر کے حجامتیں

دکھلائے روز دستِ جفا کار کے مزے

☆☆☆

یونٹ کا ترکھان

میری یونٹ میں جو اِک ترکھان ہے
کِتنے ہی اوصاف کی میزان ہے
کارپنٹر ہے وہ عالی سر بسر
فیٹا غورث کی نرالی سر بسر
وہ نہیں اِک حرف بھی لکھا پڑھا
حُلیہ ہے لیکن ریاضی دان کا
ماپتا رہتا ہے اکثر پھٹیاں
چھِیلتا رہتا ہے پیہم تختیاں

تیز کرتا رہتا ہے ہتھیار وہ
کام کرنے پر نہ ہو تیار وہ
صرف ، اپنی بات سمجھے مستند
اعلیٰ گپ بازی کی رکھتا ہے سند
سیدھے منہ کرتا نہیں ہے بات وہ
قدرتِ حق کی ہے اِک سوغات وہ
پہلے درجے کا ہے وہ انجینئر
کٹ نہیں سکتی ہے پھٹی ماپ پر
اپنے رندے کو چلائے دَمبدم
لحظوں میں کر دے برابر زیر و بم
لب پہ ہر دَم جاری ذکرِ خانداں
کہہ سُنائے فخریہ ہر داستاں
باپ ، دادا ، نانا تھے سب نامور
اہلِ دل ، اہلِ نظر ، اہلِ ہنر
اِس کے حصے میں فقط آیا ہے نام
نام ہو روشن تو چل جاتا ہے کام
اس کی ہر شے ہوتی ہے بے زاویہ
جیسے ہو کوئی غزل بے قافیہ

بن گئی ہے کرسی ، پر کرسی نہیں
میز کی بھی کوئی کل سیدھی نہیں

ہاں بنا لیتا ہے ہنڈے ، پیڑھیاں
جھولے ، پائیدان ، چمچے ، سیڑھیاں

مان لیجے لکڑی کا دُشمن ہے وہ
کچھ نہیں ہے ، پھر بھی اہلِ فن ہے وہ

ہم کو بھی صندوق اِک درکار تھا
جو بنا لایا ہے ، شہکار تھا

دیکھتے ہی رہ گئے سب اُس کا فن
وزن خالی بکس کا تھا ایک من

ایسے فنکاروں کو بھی دیتا ہے رب
اس کی ازاقی کے ہیں حیلے عجب

☆☆☆

یونٹ کا موچی

کفش دوزی ہے پیشۂ آباء
یعنی موچی تھے نانا اور دادا
پکّا فوجی ہوا ہے وہ بھرتی
ڈالتا ہے کبھی کبھی وردی
کام ہے بیشتر مرمّت کا
دل میں رقصاں خیال اُجرت کا
جب لگائے وہ جوتے کو ٹانکے
اکثر عینک کے پیچھے سے جھانکے

جوتیوں کے دکھاتا ہے جلوے
جب لگائے وہ ایڑیاں ، تلوے
جوتیوں کی کرے سلائی بھی
نُقرئی بھی ، کبھی طلائی بھی
دعویٰ فنکاری کا بھی کرتا ہے
جُفت سازی کا دَم بھی بھرتا ہے
کہتا ہے جوتا مجھ سے بنوائیں
تاکہ پہنیں تو یاد فرمائیں
آپ لیتے ہیں مال بازاری
دام دے کر خریدیں بے زاری
گتے کا سب ہو مال منڈی کا
جیسے دھوکہ فریب ، رنڈی کا
میرا جوتا ہو پختہ معیاری
آزما دیکھیں میری فنکاری
میرا ہر حال چلتا ہے جوتا
سالہا سال چلتا ہے جوتا
اس کے جھانسے میں آ گئے ہم بھی
ایک لغزش تھی کھا گئے ہم بھی

لے وہ جوتے کا نقد بیعانہ
اور قیمت، تمام جرمانہ
جوتا وہ جو بنا کے لاتا ہے
پاؤں اس میں کہاں سماتا ہے
کوئی شَے سِل سِلا کے لے آئے
نام پھر اس کا ''جوتا'' بتلائے
پاؤں آجاتا ہے شکنجے میں
اُنگلیاں چیختی ہیں پنجے میں
پاؤں کو کاٹتا ہے وصف اس کا
خونِ دل چاٹتا ہے وصف اس کا
چلنا دو بھر ہو دو قدم تک بھی
جانا مشکل درِ صنم تک بھی
یہ کسی کام کی نہیں ہمدم
تنگ جوتی ہو یا بری بیگم
ہائے جوتے تری دُہائی ہے
اِس سے بہتر برہنہ پائی ہے
پُوچھیے جب، میاں ترا جوتا
اِک بڑا کیوں ہے اور اِک چھوٹا؟

جھٹ سے کہہ دے کہ بات یہ ہے نر
ایک مادہ ہے ' دوسرا ہے نر
یہ بھی حضرت ہے جوڑوں سا جوڑا
فلسفہ ہے بہت کی بہت ' تھوڑا
اس میں کچھ دل لگی کی بات نہیں
ہے قدیمی ' ابھی کی بات نہیں
پھر بھی حیرت ہے کیسے اہلِ نظر
مانتے ہیں اسے بھی کاریگر
یاں بھی دیکھا کہ ہے چراغ تلے
گہرے کالے پڑے اندھیرے کے
وائے قربان جاؤں میں اس کے
ٹوٹا جوتا ہے پاؤں میں اس کے

☆☆☆

یونٹ کا دھوبی

سامنے بیٹھا ہوا ' دیکھو جو جنٹلمین ہے
وہ ہماری عسکری یونٹ کا واشرمین ہے

نام کیا لوں اس کا ' آخر کیا رکھا ہے نام میں
یوں سمجھ لو نتھو دھوبی ہے وہ عرفِ عام میں

کوئی شے پکی جہاں میں ہے تو دھوبی مارک ہے
داغ اس کا مٹ نہیں سکتا کبھی ' ہے بات طے

کپڑوں سے جنگاہ وہ کرتا ہے دھوبی گھاٹ پر
پٹخنی دیتا ہے ان کو پے بہ پے وہ پاٹ پر

"چھو چھو اچھو ' چھو چھو اچھو" اس کا ہے وردِ زباں
ہے اسی تعریف سے معروف وہ دھوبی میاں

پوری قوّت سے وہ کپڑوں کی پٹائی کرتا ہے
لوگ نادانی سے یہ سمجھیں' دُھلائی کرتا ہے

زندگانی پارچوں کی وہ مسلسل کم کرے
مارا ماری میں وہ ان کا ختم سب دَم خم کرے

ظلم سہہ سکتا ہے وہ کپڑا کہ جو ہو سخت جاں
بے زباں کپڑے پکاریں "الحفیظ والاماں"!

چادروں کو میز پوشوں میں کرے تبدیل وہ
وردیوں کی از سرِ نو کرتا ہے تشکیل وہ

خضر کے کپڑے اُٹھالے جاتا ہے سہواً ظفرؔ
جو ظفرؔ کے قبضے میں ہیں اُن کا مالک ہے قمرؔ

وردی ہو یا سُوٹ ہو' اکثر وہ کر دیتا ہے گُم
مانگیے تو ڈانٹ کے کہتا ہے "کیا کرلو گے تم؟"

کپڑے گُم ہیں' ساتھ ان کے ہو گئی فہرست گُم
ہوش گُم ہے' جوش گُم ہے اور خُوب و زِشت گُم

کر رہا تھا کچھ تقاضا اُس سے کوئی مِستری
بولا تن کے چُپ رہو' کر دوں گا ورنہ استری

کوئی بُھولے سے سلامت رہ نہیں سکتا بٹن
پھر بھی ہے اس شخص کا دعویٰ کہ ہے وہ اہلِ فن

پھاڑ لائے کتنی بیدردی سے مچھر دانیاں

کیجیے تنقید تو دکھلائے پاٹے خانیاں

پہلے جو پتلون تھی نیکر بنی ہے بیش و کم

تولیے پر بھی ہوئی ہے ایسی ہی مشقِ ستم

سُوٹ ذاتی جو نہایت اُجلے اور اسپید تھے

دُھل کے جب آئے تو اُن پر داغ دھبے، چھید تھے

پُوچھیے چادر پہ کیسا رنگ، کیسا زنگ ہے

دیکھیے پھر کِس طرح کھلتا محاذ جنگ ہے

اِستری سے پارچے اکثر جلا دیتا ہے وہ

خاک میں اُمیدِ پوشش کی مِلا دیتا ہے وہ

دُھلتی رہتی ہیں اسی ڈھب سے ہماری وردیاں

بڑھتی رہتی ہیں ہماری وحشتیں، سردردیاں

کام خوش اسلوبی سے کر دیتا ہے وہ دام پر

کچھ کرے شاباش پر اور کچھ کرے انعام پر

الغرض دھوبی میاں کو ہم سے ہمدردی نہیں

جس کے دم سے پاس کوئی کام کی وردی نہیں

☆☆☆

یونٹ کا درزی

ہر بڑے یونٹ میں اِک درزی بھی رکھتا ہے وجود
رہتا ہے یونٹ کے اندر ' پر ہے بیرونِ حدُود
گو ملازم ہے مگر کرتا ہے اُجرت بھی وصول
ساری دُنیا سے نرالا دیکھا ہے اس کا اصول
اِک مربع قسم کا انسان یکساں عرض و طول
اس میں کر آئی ہے اِک گھمبیر شخصیت حلول

خُر خُر خُر ' خُر خُر خُر ' وہ چلاتا ہے مشین
محبوبؔ سے اپنی مہارت کا دلاتا ہے یقین
وہ سِلی وردی کو اکثر از سرِ نو فٹ کرے
جیسے ایڈیٹر لکھی تحریر کو ایڈٹ کرے
وعدہ ایفائی تو ہے اس کی شریعت میں حرام
کام اُس کا رہتا ہے اکثر ادھورا ' ناتمام
فتویٰ اکثر دیتا ہے لوگوں کی رائے کے خلاف
گاہے گاہے خود بھی کر لیتا ہے اس کا اعتراف
اِک نئی تاریخ دے دیتا ہے ' ہر پیشی پہ وہ
بات سُن سکتا نہیں ہرگز کمی بیشی پہ وہ
کر کے سو حیلے بہانے ' ٹالتا رہتا ہے وہ
آج کا ہر کام کل پر ڈالتا رہتا ہے وہ
غیر فوجی ہے مگر رکھتا ہے سالاری کا شوق
کچھ ہے فن کاری کا غرہ ' کچھ ہے گزماری کا شوق
جھاڑتا ہے ہو بہو وہ رُعب تھانیدار کا
کام کم کرتا ہے لیکن غازی ہے گفتار کا
ناک پر عینک دھری ہے ہاتھ میں مقراض ہے
گھورتا ہے ایسے جیسے صدیوں سے ناراض ہے

ماپ لے کر بھی نہیں سیتا ہے کپڑے ماپ پر
جس سے ہنگامہ بپا رہتا ہے ٹیلر شاپ پر

چھونے ہی سے ٹُوٹ جائیں ٹانکتا ہے یوں بٹن
بولئے تو لڑ پڑے جھٹ باندھ کر سر سے کفن

یُوں سیئے پتلون، سارنگی پہ ہو جیسے غلاف
حرف گیری کیجئے تو مارے سو لاف و گزاف

بچ رہے جو "پیس" وہ واپس کبھی دیتا نہیں
اِس حوالے سے وہ کم کپڑا کبھی لیتا نہیں

رکھتا ہے یونٹ کے "مہر و ماہ و انجم" کا خیال
پا پیادہ خاکیوں پہ ڈال دے گردِ ملال

الغرض اک معرکے کی چیز ہے درزی میاں
لیتا رہتا ہے ہمارے صبر کا جو امتحاں

فوٹو گرافر

یہ ہے فوٹو گرافر ، اس کی بے ج ہے
ن معتبر ، بے مثل شے ہے
بہت کم چلتا ، ے یہ پا پیادہ
چلے تو جیسے ہو مخمورِ بادہ
ہے . اکثر گفتگو اس کی ہوائی
سدا پرواز ہے اُونچی ، خلائی
فریضہ اس کی ہے تصویر کاری
اِسی سے اِس کی قائم تھانیداری
فقط ہے کیمرہ ہتھیار اِس کا
اِسی سے گرم ہے بازار اس کا
سدا تیار اِس کی شاٹ گن ہے
یہ ہے فنکار اونچا اس کا فن ہے
بڑے لوگوں سے اِس کا رابطہ ہے
عوام الناس سے کم واسطہ ہے

یہ جا لپکے بڑے لوگوں کی صف میں
بڑے سے کیمرے کو لے کے کف میں
یہ لے تصویر نامی لیڈروں کی
معزز مہمانوں کی شہوں کی
جب آمد ہو کسی وی آئی پی کی
ضرورت پڑتی ہے پہلے اِسی کی
ہے گُم دائم سپہ سالاریوں میں
شمار اپنا کرے درباریوں میں
یہ لے تصویر موزوں زاویوں سے
سنوارے اِس کو دیدہ کاویوں سے
نقوشِ چہرہ کو کر دے اُجاگر
بھرے پھر آبِ رُخ سے اپنی گاگر
جو ہو جاتا ہے روشن اس کا ناؤں
زمین پر پھر نہیں رکھتا ہے پاؤں
جو فوٹو اس کی مرضی کا بن آئے
خوشی سے پھر کہاں پھولا سمائے
جو آئے اصل سے تصویر بہتر
میسّر اِس کو آجاتے ہیں شہپر

کسی "چھوٹے" کی فوٹو گر بنا دے

تو پھر احسان کے راکٹ چلا دے

جو رہ جائے کوئی فوٹو میں خامی

تو دُھندلا جائے ساری نیک نامی

سدا ہر نقش کا انعام چاہے

مروّت ' داد ' شہرت ' نام چاہے

اگر یہ کھینچ لے تصویرِ جاناں

تو پھر اٹھلائے مثلِ خانِ خاناں

دفاتر کا بڑا ہتھیار ہے یہ

بڑا خود کار ہے شہکار ہے یہ

یہ بھی دعوت میں ہے مہمان عالی

نکالے دِل کے سب ارمانِ عالی

بنا فوٹو کسی کا ' فن کسی کا

مگر نیچے لگے کیپشن کسی کا

بڑے ہی کام کا یہ نقش گر ہے

اسی کا رن یہ سب سے معتبر ہے

☆☆☆

لانگری

نخرا کچھ اِس طرح کا دکھاتا ہے لانگری
لگتا ہے جیسے فوج کا داتا ہے لانگری

چُن چُن کے اچھی بوٹیاں رکھ لے وہ اِک طرف
باقی کا مال بانٹتا جاتا ہے لانگری

خدمت گرائیں وال کی جانے وہ فرضِ عین
ناواقفوں کو دھکے لگاتا ہے لانگری

مہمان گھر سے آئیں تو لنگر کے مال سے
بھر بھر کے ڈونگے ان کو کھلاتا ہے لانگری

آئے چیکنگ کے واسطے جب افسرِ مجاز
عمدہ سی چیز ٹیسٹ کراتا ہے لانگری

کھاپی کے لوگ جس گھڑی بیرک میں سو رہیں
گردے، کلیجی بھون کے کھاتا ہے لانگری

کرتا ہے ذوق و شوق سے خود پوجا پیٹ کی
اوروں کو مشوروں سے رجاتا ہے لانگری

کھانا بڑا ہو یا کوئی تقریب ہو بپا
کتنے ہی روز جشن مناتا ہے لانگری

معیارِ فن کی لیتا ہے بھر پور داد بھی
انعام اپنے سی او سے پاتا ہے لانگری

جلتی ہے روٹی جس طرح جلتے تنور میں
یُونہی کبھی دلوں کو جلاتا ہے لانگری

آجائے گر فروٹ کسی اچھی نسل کا
تحت الثریٰ میں اُس کو دباتا ہے لانگری

اِک بار اس کو چھیڑیے اور دیکھئے ذرا
پانی میں کیسے آگ لگاتا ہے لانگری

گاے کی طرح توند ہے اس کی بڑھی ہوئی
کھا کھا کے روز پھُولتا جاتا ہے لانگری

بوٹی جو کوئی مانگ لے اُس سے بطورِ حق
تالاب شوربے کا دکھاتا ہے لانگری

دیکھے اسے جو کوئی شکایت کے موڈ سے
چمچ گھُما گھُما کے بھگاتا ہے لانگری

خبریں بھی شرق و غرب کی لاتا ہے نو بہ نو
لنگر گزٹ بھی خُوب چلاتا ہے لانگری

دکھلائے اس کو کوئی جو لنگر کمانڈری
بس منہٗ پھُلا کے رُوٹھ ہی جاتا ہے لانگری

مرغا پکے تو ٹانگوں میں اپنی اڑا لے ٹانگ

خلوت میں جا کے موج اڑاتا ہے لانگری

لنگر کی دال گویا کہ اِک اِستہار ہے

ایسا لذیذ اُس کو بناتا ہے لانگری

رہتی ہے اس کے گالوں کی رنگت انار سی

نسخہ نہ جانے کون سا کھاتا ہے لانگری

☆

لانگری نامہ

لنگر میں ایسی شان دکھاتا ہے لانگری

جیسے خدا فوج کا داتا ہے لانگری

لشکر کے دم سے موج اُڑاتا ہے لانگری

نسخہ نہ جانے کون سا کھاتا ہے لانگری

لحظہ بہ لحظہ پھُولتا جاتا ہے لانگری

اے وائے لانگری

پُوڑی برائے نام پکاتا ہے لانگری

"پتی" بنا ہی چائے بناتا ہے لانگری

چینی بغیر کام چلاتا ہے لانگری

پوڈر عجب طرح سے ملاتا ہے لانگری
بولو تو اُلٹا رعب جماتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

آٹے کو چھاننے میں سمجھتا ہے وہ "ہتک"
گوندھے تو اس میں ڈالے نہ بھولے سے بھی نمک
انصاف کی جو کہیے تو اُٹھتا ہے جھٹ بھڑک
کہتا ہے گھور گھور کے "ناپو میاں سڑک"
چمچہ گھما گھما کے ڈراتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

لنگر میں روز کرتا ہے اکثر خدائی بانٹ
اس پر ہو کارگر کوئی دھمکی نہ کوئی ڈانٹ
ہو چاہے کوئی کتنا ہی طرار اور خرانٹ
کرتا ہے صد کمال سے راشن کی کانٹ چھانٹ
تگنی کا سب کو ناچ نچاتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

رہ رہ کے سب کے دل میں یہ اٹھتا ہے اک سوال

رکھتا ہے گاؤں وال کا ہر حال میں خیال
تر مال جتنا ہوتا ہے دیتا ہے اس کو ڈال
ناواقفوں کا رہتا ہے گرم اور خشک سال
خشکی تری کا کھیل دکھاتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

ہر آشنا کو دیتا ہے چُن چُن کے بوٹیاں
اور اجنبی غریب کو گنتی کی روٹیاں
تالاب شوربے کا اور دو چار ہڈیاں
حق مانگئے تو دیتا ہے بھرپور دھمکیاں
اور خود کلیجی بُھون کے کھاتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

لنگر گزٹ میں رہتا ہے ہر روز وہ کمٹ
"ٹانک غریب خان کی گم ہو گئی ہے کٹ"
"استاد طور خاں گیا سیدو کے ہاتھوں پٹ"
"چھٹی کے واسطے کیا گل خان نے جیک فٹ"
پانی میں جیسے آگ لگاتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

''جمن کو سات روز کی آر آئی ہو گئی

'' مرغی 'اذان خان کی بارک سے کھو گئی''

کل سنتری کی پہرے پہ قسمت بھی سو گئی

''بن پوچھے ورک پارٹی بازار کو گئی''

دھرتی کو آسمان سے ملاتا ہے لانگری

اے وائے لانگری

دلچسپ اور عجیب ہیں قصے فروٹ کے

وہ کون خوش نصیب ہے پورا جسے ملے

چُن چُن کے موٹے والے سب اپنے لیے رکھے

آئیں جو اتفاق سے کچھ سیب ' مالٹے

اِک اِک کے چار چار بناتا ہے لانگری

اے وائے لانگری

لنگر میں جب بھی دیکھی ہے مرُغے کی ایک ٹانگ

پوچھو کہاں ہے ران ؟ تو بن جائے ریٹ کانگ

جِس آن اس کی توند سے دیتا ہے مرُغ بانگ

چھپتا ہے پھر وہ دیگچے میں مار کر چھلانگ

حیلے بہانے لاکھ بناتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

کالک سے جب ہے کام' بندہ صاف کیا کرے!
آلو کے چھیلنے میں ہے اسراف کیا کرے!
خلقِ خدا میں بولئے انصاف کیا کرے!
مارے اگر نہ معرکے کی لاف' کیا کرے!
تازہ نہ ہو تو باسی کھلاتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

ناخن کی وہ مناتا ہے برسی بہ اہتمام
کپڑے بھی اپنے میلے کچیلے رکھے مدام
داڑھی مُنڈانے سے اُسے ہو جاتا ہے زکام
اور غسل کرنا اس کی شریعت میں ہے حرام
دو بار زندگی میں نہاتا ہے لانگری
اے وائے لانگری

☆☆☆

سپاہی

یہ عساکر کی خشتِ اوّل ہے
ہر جگہ بس یہی ہراول ہے
سارا بنیادی کام اس کا ہے
لام کا اہتمام اس کا ہے
توپ ' بندوق ' ٹینک ہے اس کا
سب سے مضبوط رینک ہے اس کا
یہ بلا کا جری ' جیالہ ہے
عزم و ہمت کا اِک ہمالہ ہے
قائد اس کے بغیر کچھ بھی نہیں
یہ نہیں ہے تو فیر کچھ بھی نہیں
صفِ اوّل میں ہے شمار اس کا
دشمنِ جان ہے شکار اس کا
یہ مجاہد ہے ' یہ سپاہی ہے
بہرِ طاغوت اِک تباہی ہے

اس کا ہتھیار زورِ ایماں ہے
اس کا سامان عزم و ایقاں ہے
صاف اور بے خطا نشانہ ہے
معترف اس کا اک زمانہ ہے
ہر جگہ دشمنوں سے لڑتا ہے
پورے جوشِ جنوں سے لڑتا ہے
سخت جاں بھی ہے اور قاہر بھی
رزم کے پینتروں کا ماہر بھی
عسکریت کی جان ہے گویا
آبرو کا نشان ہے گویا
ضرب اس کی ہے ' جیت اس کی ہے
نصرتوں سے پریت اس کی ہے
یہ تو مشہور ہے روایت میں
ذکر ہے اس کا ہر حکایت میں
جم کے لڑتا ہے کوہ پیکر ہے
یہ تو تنہا بھی ایک لشکر ہے
اسلحہ کو نہ لائے خاطر میں
اتنی جرأت کہاں ہے کافر میں

خوف سے اس کے بھاگ جائے عدو
کہتا جاتا ہے "ہائے ہائے" عدو
موت سے یہ کبھی نہیں ڈرتا
مرنے والا، کبھی نہیں مرتا
سرخرو ہر محاذِ جنگ اس سے
سارے روپ اس سے، سارے رنگ اس سے
امن میں ہے یہ وقفِ تیاری
جنگ میں حیدری و کراری
شخصیت اس کی جانی پہچانی
اپنا رکھتا نہیں کوئی ثانی
پہروں پہرے پہ ہے کھڑا رہتا
سردی گرمی میں ہے پڑا رہتا
مورچوں میں ہے اس کی دارائی
جراتوں کی ہے کارفرمائی
جیت جائے تو شیر غازی ہے
ہار جائے تو بات بازی ہے
مر کے ہوتا ہے زندۂ جاوید
دائمی زندگی کی پائے نوید

جنگ کو ایک کھیل جانتا ہے
یہ حقیقت زمانہ مانتا ہے
سر سے باندھے کفن نکلتا ہے
بہرِ حفظِ وطن نکلتا ہے
لڑتا ہے یہ خدا کی نصرت سے
پوری طاقت سے، پوری قوت سے
یہ سپاہی ہے اصل مولائی
فتح و نصرت کا بس ہے شیدائی
یہ محمد ﷺ کا اک فدائی ہے
جس کی خاطر یہ سب خدائی ہے
قوم کی عظمتوں کا ضامن ہے
سب ہنر مندیوں کا ضامن ہے
قوم سب سرفراز ہے اس سے
عزت و فخر و ناز ہے اس سے
کوئی لائے جواب تو اس کا؟
کوئی جوڑے ثواب تو اس کا؟

☆☆☆

بیٹ مین

یہ سپاہی ہے ، کبھی ہے بیٹ مین
نام ہے عبدالغنی یا "عین غین"
بیٹ مین افسر کا یا سردار کا
آدمی ہے منفرد کردار کا
یہ کرکٹ کا نہیں ہے بیٹسمین
اس کا اس سے کچھ نہیں ہے لین دین
یہ کرکٹ گو نہیں ہے کھیلتا
اور پاپڑ ہے بہت سے بیلتا

ہر کوئی یہ کام کر سکتا نہیں

جتِ اتمام کر سکتا نہیں

شک کسی کو ہو تو کر کے دیکھ لے

آپ میداں میں اُتر کے دیکھ لے

کام یہ آساں بھی ہے ' دشوار بھی

اس میں ہے آرام بھی ' آزار بھی

اس کی کوئی " پی ٹی " نہ " پریڈ " ہو

شام کو بھی " ورک " ہو نہ "کھیڈ" ہو

وردی کے جھنجٹ سے وہ آزاد ہے

سارا دن " مفتی " میں ہے ' دل شاد ہے

وردی بھی پہنے کہ جس دن کِٹ لگے

یا کوئی " ایڈم " کی کاری " ہٹ " لگے

اپنی جب تنخواہ کرنی ہو وصول

وردی کی تکلیف بھی کر لے قبول

کرتا ہے خدمت وہ اپنے " صاب " کی

دھوبی سے وردی کرائے استری

بوٹ پالش بھی اُسے اُس کا کام ہے

ہاں! یہی تو گوشہ آرام ہے

ہوتا ہے ٹی ایم یہ ٹی بریگیڈ کا
تجربہ ہے لنگروں پہ ریڈ کا
چھوڑ دیتا ہے کبھی ٹوٹا بٹن
جوڑ دیتا ہے کبھی الٹے بٹن
کندھا نمبر بھی ہو اُلٹا یا سٹار
ایسا ہی ہوتا ہے اس سے باربار
وردی کے پیتل چمکاتا ہے وہ
اس میں اپنا فن بھی دکھلاتا ہے وہ
کرتا ہے تعمیل سب احکام کی
فکر، لیکن رہتی ہے انجام کی
خاص باتیں، عام وہ کر دے کبھی
خود کو بھی بدنام وہ کر دے کبھی
راز کر دیتا ہے بعض اوقات فاش
پھر بہانے کرنے لگتا ہے تلاش
بیٹمینوں کا کوئی اجلاس ہو
احتجاجی ریزولیوشن پاس ہو
کچھ "عطیہ" تو ملے اِس کام کا
کچھ صلہ اس بندۂ بے دام کا

"صاب" اس کو دیتا ہے انعام بھی
ویلفیئر میں کردے اس کے کام بھی
اور ہو ناراض جب بیگم کبھی
پھر تو ہو مشکل سے سیدھی نوکری
رشتہ نظم وضبط کا جاتا ہے ٹوٹ
جب یہ چٹکی سے نہیں کرتا سلوٹ
آپ کہیے اس سے کیا انصاف ہو
جب یہ ڈھیلا ڈھالا ہو' ناصاف ہو'
قدرتاً ہو جاتا ہے یہ سُست رو
بھگتے پھر اس کے نتائج' نو بہ نو
کام اس کا لائقِ تعریف ہے
ورنہ پھر تکلیف ہی تکلیف ہے

☆☆☆

فوجی ڈریور

بڑے فنکاروں کے دیکھے ہیں تیور
بڑی شے ہے مگر فوجی ڈریور
بہت ماہر ہے فنِّ گفتگو میں
نظر رکھتا ہے پیہم جستجو میں
رہو اس کے اگاڑی یا پچھاڑی
مگر وہ بھی نہیں ہے کم کھلاڑی
پرندہ ہے کہاں پکڑائی دیتا
فلک پرواز ہے دکھلائی دیتا

اسے ملتی ہے اتنی سی ٹریننگ
گھمالے تاکہ گاڑی کا سٹیرنگ
گیئر بدلے تو اِک "فریاد" نکلے
لبوں سے دادِ "زندہ باد" نکلے
بجائے ہارن اکثر بے ضرورت
پیادوں سے ہے جانے کیا کدُورت
یقیناً گاڑی یہ سرکار کی ہے
مگر آدھی تو میرے یار کی ہے
چلاتا ہے اِسے وہ بے تحاشا
دکھائے شہروں پر اک تماشا
صبا رفتاری اِس کا ٹارگٹ ہے
ڈرائیور وہ کہاں ہے پائیلٹ ہے
خطا سرزد ہو کوئی تو نہ مانے
اسے پیشے کی وہ توہین جانے
وہ رہتا ہے بہت مخمور ہر دم
کہ جیسے ہو نشے میں چور ہر دم
ن گاڑی تو یہ بھی رُک گیا ہے
ہنر سارے کا سارا "مُک" گیا ہے

بریک ہو گیا خاموش اِنجن
نہ جانے کیوں ہوا بے ہوش انجن
تعارف اس کا انجن سے ہے کم کم
کہ وہ اس کا ہے یکسر غیر محرم
پکڑ سکتا نہیں ' ہے کیا خرابی
نہیں رکھتا وہ اس عقدے کی چابی
کبھی گاڑی چلاتے سو بھی جائے
تعجب یہ کہ گاڑی چلتی جائے
اگر چہ حادثوں کا کم ہے عادی
اجل نے بار ہا کی ہے مُنادی
وہ چلتا رہتا ہے بیٹھے بٹھائے
جدھر کو جی میں آئے ' جائے آئے
دلیرانہ لگائے کتنے چکر
فقط ایم پی کا رہتا ہے اسے ڈر
سُنائے ساتھ ہی تازہ کہانی
ہو چاہے تیل گاڑی میں نہ پانی
نہیں ایسا بھی وہ نیکی سے عاری
اٹھا لیتا ہے رستے کی سواری

وہ اکثر ورکشاپوں کو بھی دوڑے
پکڑوائے جو پرُزے ہوں بھگوڑے
اجازت لیتا ہے "صاحب" سے فوری
"کرانے جا رہا ہوں تیل بدلی"
وتیرہ اِس کا ہے بسیار خوری
دکھائے دعوتوں میں زورا زوری
جورہ جائے وہ سہواً پیٹ خالی
تو کرنے لگ پڑے جھٹ کوتوالی
اِسے گاڑی فقط وہ راس آئے
وہ حد سے جو پٹرول کھائے
وہ جو کچھ بھی ہے، پرُزہ قیمتی ہے
اِسی سے چھاؤنی میں زندگی ہے

☆☆☆

لوہار

ڈانگری پہنے ہوئے ہے ہاتھ میں اوزار ہے
فوج کا انجینئر ہے پیشہ ور لوہار ہے
اپنے فن میں گرچہ اُس کا اپنا اِک معیار ہے
اعلیٰ تر ٹیکنالوجی والوں کا رشتہ دار ہے
ڈانگری پر، ہاتھ مُنہ پر داغ دھبّے ہیں تو کیا
دیکھنا یہ ہے کہ یہ کتنا بڑا فنکار ہے
ای ایم ای کی کور کا چیدہ نمائندہ ہے یہ
یہ کہیں موجد، کہیں خالی مرمّت کار ہے
گاڑیاں ہوں، اسلحہ ہو یا مشینیں نو بہ نو
ان کو فِٹ حالت میں رکھنے کا وہ ذمہ دار ہے
مشغلہ اس کا ہے لوہے کو تپانا، کوٹنا
ڈال دے سانچے میں تو جو چاہے وہ تیار ہے

روز و شب جاری رہیں اس کی ہتھوڑا بازیاں

اپنے شعبے میں یہ ہے خود کار' خود مختار ہے

اعلیٰ پیمانے پہ گویا سب طفیلی اس کے ہیں

صنعتی میداں میں وہ پختہ اجارہ دار ہے

ساری دُنیا لُوٹ کر کھالی ہے اس "لوہار" نے

سب کا تھانیدار ہے یہ' سب کا ٹھیکیدار ہے

اپنے ہتھیاروں کے وہ لے لیتا ہے مُنہ مانگے دام

اپنی من مانی شرائط پر اسے اصرار ہے

جُملہ ایجادات ہیں اس کے ہُنر کے معجزے

جو بھی شۓ فولاد کی ہے اُس کی پیداوار ہے

اس کے دَم سے جس قدر بھی ہیں کلاشنکوفیاں

اس کے دم سے ضرب ہے' پیکار ہے' یلغار ہے

کرتا ہے تعمیر اور تخریب دونوں ایک ساتھ

دوسرے گرداں بھنور میں' اس کا بیڑہ پار ہے

جانتا ہے یہ یقیناً رمز "انزلنا الحدید"

ہاں اسی سے روز افزوں اس کا کاروبار ہے

اس سے ہیں ہابیلیاں' قابیلیاں' ابلیسیاں

اس کے دم سے گرم گویا جنگ کا بازار ہے

اس کے دم سے ہیں ہلاکو خانیاں، چنگیزیاں

اس کے دم ہی سے سروں کا، لاشوں کا انبار ہے

دورِ ماضی کے بھی ہیں ہتھیار اس کی یادگار

چاقو ہے، تیغ و تبر ہے، ڈھال ہے، تلوار ہے

اپنا لوہا اُس نے ساری خلق سے منوالیا

اس حقیقت سے بھلا کسِ شخص کو انکار ہے

دورِ حاضر میں ہیں طیارے عجب انداز کے

اور اُن کو تاڑنے کے واسطے ریڈار ہے

ٹینک، توپیں، گولہ و بارود، بم، میزائلیں

دوسری ہر شے جو گولی مار ہے، بمبار ہے

آبدوزیں، تارپیڈو، بحری و جنگی جہاز

سب کچھ انساں کی "تواضع" کیلئے تیار ہے

دم قدم سے اس کے ہے سارا جہاں زیر و زبر

حشر بھی لائے گا شاید آپ ہی یہ کاریگر

وسیکل مکینک

سر سے پا تک زیب تن ہے ڈانگری
کون کہتا ہے کہ ہے وہ لانگری
یہ تو وی ۔ ایم ہے فٹر ہے جان لو
ہے نہایت کام کی شے ' مان لو
ہاتھ میں اس کے سپینر دیکھئے
اس کے چھل بل اس کے تیور دیکھئے
ٹیکنیکل ہے کور اس کی ای ۔ ایم ۔ای
اس میں ہے موجود اک اک مستری
جانتا ہے پرزے پرزے کا چلن
کھولنا اور جوڑنا ہے اس کا فن
ڈانگری پر داغ دھبوں کی ہے چھینٹ
چڑھتی رہتی ہے سدا سروس کی بھینٹ
انجن آئل ' ریت ' مٹی اور گریس
یوں سمجھ لیجے کہ ہیں ٹھپہ نویس
گاڑی کے نیچے پڑا ہے پیٹھ پر
کیسے کیسے رنگ دکھلائے ہنر

چور ہو جائے تھکاوٹ سے بدن
کام کی کچھ کم نہ ہو پھر بھی لگن
جب کبھی بگڑا ہے گاڑی کا مزاج
جھٹ دیا ہم نے بھی وی ایم کا خراج
گر ہو وی۔ ایم کی طبیعت کچھ خراب
گاڑی کو ایندھن ہی رہنا ہے جناب
کہتے ہیں گاڑی تو ہے چلتی کا نام
دیدنی ہوتا ہے ٹائر کا سلام
اُڑتے شاہیں کا ہے بال و پر یہی
ہے خلا بازوں کا کروفر یہی
مؤجد و پرُکار و صنعت گر یہی
باعثِ تحصیلِ مال و زر یہی
ہے ہماری تو سپُر پاور یہی
یعنی اِک اِک موڑ پہ یاور یہی
نامور اور بالا تر فنکار ہے
صاحبِ فن صاحبِ معیار ہے
لازماً کچھ اس کی مِنت کیجئے
ہو سکے تو کوئی خدمت کیجئے

چائے ، بسکٹ ، توس ، مکھن دیں جناب
کچھ سموسے قیمے کے ، برگر ، کباب
وقت ہو کھانے کا تو کھلوایئے
میزبانی کا شرف اپنایئے
دیکھیے پھر کام بھی ، معیار بھی
گاڑی کی آواز بھی ، رفتار بھی
جلد ہی وہ نقص کر ڈالے گا دُور
چاہے ہو سارا ڈریور کا قصور
ٹھیک کر کے گاڑی یہ اہل ہنر
خود بھگالے جائے اس کو ٹسٹ پر
یہ کرے تصدیق تو پھر ٹھیک ہے
ورنہ روزِ حشر پھر نزدیک ہے
اس کے ہاتھوں میں بلا کا ہے فسوں
اس کے دم سے تار و صوت ارغنوں
اس کے کارن ہو ، رواں اک اک مشین
کرتے ہیں تسلیم اس کو روس و چین
ہے ضرورت وقت کی وی ایم ، کہو
بے خطر انجینئر ای ایم ، کہو

☆☆☆

ٹیلی فون آپریٹر

یہ ٹیلی فون آپریٹر ہے یارو
جسے روزانہ منّت سے پکارو
پکارو تو معاً "یس سر" ہے کہتا
مگر ناراض سا اکثر ہے رہتا
بہت مشغول ہے، مصروف ہے وہ
بہت مقبول ہے، معروف ہے وہ
بہت رکھتا ہے وہ پرواز اُونچی
یقیناً اس کی ہے آواز اُونچی
رویّہ اس کا ہے کچھ کھُردرا سا
مزاجاً بھی ہے کافی چِڑچِڑا سا
بڑے لوگوں کا برخوردار ہے وہ
عوام الناس سے بیزار ہے وہ
وہ کہتا ہے کہ ڈائرکٹ ڈائلنگ سے
فٹا فٹ بات کر لو ڈارلنگ سے
ہے ٹیلیفون بھی کتنا رسیلا
وصالِ یار کا ہے اِک وسیلہ

دکھاتا ہے سماعت کے نظارے
کرے یوں پورے فرقت کے خسارے
ملاقاتوں کا اس میں کم ہے دم خم
رقیبوں کی طرح جلتا ہے پیہم
مِلا کر کاٹ دینا اس کا فن ہے
کسی فلمی کہانی کا ولن ہے
رسیلی گفتگو چُپ چاپ سُن لے
وہ تانا بانا اُلفت کا بھی بُن لے
بڑھاتا ہے محبت کی وہ پینگیں
جو گھر آئے تو مارے کتنی ڈینگیں
فریضہ جس کا ہے کالیں ملانا
ہمیشہ ڈھونڈ لے کوئی بہانا
تم اس سے جونسا نمبر بھی مانگو
جواب اس کا "نمبر اینگیجڈ" سُن لو
ہمیشہ رانگ نمبر ہے ملاتا
صفائی ہاتھ کی ہے یُوں دکھاتا
وہ ہر غفلت پہ مانگے گا معافی
مگر کرتا ہے کم اس کی تلافی

شکایت اس سے ہے سب کو گلہ بھی
مگر یارو ہے کوئی شے صلہ بھی
صلہ دو تم ملائے کال جھٹ پٹ
چلا دے کتنے چکر وہ فٹا فٹ
اگر ہے دوستی اس کی میسر
تو پھر آسان ہوں سب کام یکسر
یہ ٹیلیفون کیا سرکار کا ہے؟
نہیں یارو یہ میرے یار کا ہے
ملا دیتا ہے کتنے کال ذاتی
بچا دیتا ہے کافی مال ذاتی
ملا دے آپ کو لوگوں کو کاٹے
کرائے ان کو پھر جوڑ و کراٹے
کرالیں جتنی چاہیں مفت کالیں
مگر ہے شرط اسے اپنا بنا لیں
یہ ٹیلیفون پر سنوائے گانے
حقیقت فی زمانہ کون مانے!
ہماری کال دن بھر میں نہ آئی
دہائی ہے دہائی ہے دہائی!

☆☆☆

کھلاڑی

یہ دیکھو ہمارا کھلاڑی ہے یہ
تفاخر کی اک چاند گاڑی ہے یہ
یہ ہے مردِ میداں جری ' پہلواں
یہ یونٹ کی عظمت کا ہے اک نشاں
یہ لاریب ہاتھی ہے اک پالتو
مقرر غذا اس کی ہے فالتو
اسے خوب تر آب و دانہ ملے
جو شے بھی ملے وہ شہانہ ملے
منوں دودھ ہر ماہ پیتا ہے یہ
بڑی شان و شوکت سے جیتا ہے یہ
پھلوں کا یہ حد درجہ شیدائی ہے
جو کھلوائے وہ حاتم طائی ہے
یہ بادام پستہ بھی کھائے بہت
یہ مشروب ٹھنڈے اڑائے بہت

بمقدرو سب اس کی خدمت کریں
دل و جاں سے بسکہ عزت کریں
کئی خدمتی اس کی مالش پہ ہیں
مقرر کئی کوچ پالش پہ ہیں
مراعات حاصل ہیں بے حد اسے
میسر بہت اونچا ہے قد اسے
فلک پر ہے پرواز اونچی رواں
درخشانی میں صورت کہکشاں
یہ کرتا ہے اکثر ہوائی سفر
بصد شان و شوکت بصد کرّ و فر
عساکر کی شہرت کا پرچم ہے یہ
نشانِ فتح و نصرت کا سرگم ہے یہ
زمانے کا رستم ہے سہراب ہے
یہ کرتب دکھانے کو بے تاب ہے
مقابل میں اک سنگِ خارا ہے یہ
ہمیں فخر ہے کہ ہمارا ہے یہ
یہ اعزاز لایا کئی جیت کر
دنیا میں ... معتبر

بہت نقد انعام بھی پائے ہیں
بہت امن و آرام بھی پائے ہیں

اداؤں کی یہ خوب پاتا ہے داد
رہے شاد یاد اور رکھے شاد باد

پہنتا ہے یہ فخر سے ٹریک سوٹ
یہ میداں حریفوں سے لیتا ہے لوٹ

اگر جیت جائے تو سب اس سے خوش
یہ مخلوق خوش اور رب اس سے خوش

کبھی ہار جائے بکارِ قضا
نہیں بخشتا کوئی اس کی خطا

یہ ہارے تو دل جائیں لوگوں کے ٹوٹ
وہ بیزار ہو کے کریں اس کو ہوٹ

تمنائی سب لوگ ہیں جیت کے
یہ رسیا ہیں سنگیت کے، گیت کے

بجائیں بھلا کاہے کو تالیاں
نکالیں سبھی زیر لب گالیاں

نظر سب کی ناراضگی کی پڑے
اکھاڑیں یہ [illegible] کے مردے گڑے

یہ شکوہ کہ شیر اپنا ہارا ہے کیوں ؟
زمیں پر جہاز اپنا مارا ہے کیوں ؟
کوئی خیر مقدم کو جاتا نہیں
تسلی بھی کوئی دلاتا نہیں
یہ ایسے میں پی لیتا ہے جامِ صبر
ملے اس کو قدرت سے انعامِ صبر
تحمل کا یہ جام پی لیتا ہے
یہ طعنوں کے دوزخ میں جی لیتا ہے
اسے بھی ہو غم دوستو ہار پر
کوئی دیکھ لے اس کا دل چیر کر
نمک اس کے زخموں پر مت چھڑکیے
اسے ڈانٹیے نہ کبھی جھڑکیے
کبھی حوصلہ یہ نہیں ہارتا
حریفوں کو پھر بھی ہے للکارتا

☆☆☆

ایم پی والا

کھڑا ہے چوک پر جو ملٹری پولیس والا ہے
یقیناً ملٹری قانون کا محکم جیالا ہے

مِلی ہے تربیت اس کو وہ اک جاسوس ہے گویا
وہ تعزیرات کے ظلمات میں فانوس ہے گویا

وہ نظم و ضبط کا پیکر ہے، پرچم ہے اصولوں کا
مثالِ خضر رہتا ہے معاون بھٹکوں بھولوں کا

وہ بازو پر سجا رکھتا ہے پٹہ سُرخ ایم پی کا
اسے جب دیکھ لے مُجرم تو رنگ ہو جاتا ہے پِھیکا

وہ کتنے رُوپ، کتنے دیدے، کتنے کان رکھتا ہے
وہ تحقیقات کی تصدیق پر ایمان رکھتا ہے

سدا اس تاک میں رہے کل، پھنسے کوئی نیا بردا
ہو جس سے نوکری بسیدھی بھلا کیا آپ سے پردا
اسے درکار ہے جس نے کوئی قانون توڑا ہو
کوئی باغی، کوئی مفرور یا کوئی بھگوڑا ہو
بلا لائسنس جو کوئی نہ آؤٹ پاس رکھتا ہے
نہ جو نیکی بدی کا کوئی بھی احساس رکھتا ہے
کوئی پڑول، پیچے یا کوئی بھی مال سرکاری
چلائے تیز جو گاڑی، یا ہو چوری کی بیماری
برآمد کرلے وہ ہر کھوئی شے دھرتی کے نیچے سے
وہ دیکھے خفیہ چیزیں عقل و دانش کے دریچے سے
جو مجرم اس کو دیکھے دل کی دھڑکن تیز ہو جائے
کہانی ہوتے ہوتے پھر الم انگیز ہو جائے
کوئی بھی حادثہ ہو ماجرا یا کوئی جھگڑا ہو
پہنچ جائے جونہی سر پر تو پھر رگڑے پہ رگڑا ہو
نہیں وہ غیب داں لیکن جرائم سونگھ لیتا ہے
وہ چہرہ دیکھ کر دل کے عزائم سونگھ لیتا ہے
معافی مانگتے ہیں ڈر کے مجرم، پر نہیں دیتا
کبھی شاید وہ دے بھی دے، مگر اکثر نہیں دیتا

وہ ملک الموت صورت میں گلا شگوف سیرت میں
بہت پرہول صورت میں بہت بے خوف سیرت میں

رہائی اس کی مشکل ہو پھنسے جو اس کے پنجے میں
فرشتے بھی کبھی آجائیں قانونی شکنجے میں

سزا اس کے لکھے پر نامۂ اعمال میں آئے
لکھا تقدیر کا جس طرح سے ہر حال میں آئے

وہ امن و جنگ دونوں میں ، ابر جنگ لڑتا ہے
وہ بے تیغ و سنان و تفنگ اکثر جنگ لڑتا ہے

وہ موٹر سائیکل پر بھی دکھاتا ہے ب کرتب
بنے وی، آئی، پی کا پائلٹ بھی، ہو ضرورت جب

چلن اس ہے پھرتی مستعدی چاق چوبندی
عساکر میں دکھاتا ہے بلا کی وہ ہنر مندی

☆☆☆

آر پی والا

یہ ہے یونٹ کا مقامی عسکری پولیس مین
اس کی تابانی ' نگہداری کی روشن لالٹین
آر ۔ پی کہتے ہیں اس کو یعنی رجمنٹل پولیس
فرق اس کا اور ایم ۔ پی کا ہے بس اُنیس بیس
ڈنڈے والا بھی اُسے کہتے ہیں عرُفِ عام میں
محوِ گردش رہتا ہے جو گردشِ ایاّم میں
اس کو رہتی ہے سدا یونٹ کی خبروں کی تلاش
بجلی کے تاروں میں چاہے ہو ذرا سا ارتعاش
لائنوں میں گھاس چرتی بھینس گر آئے نظر
ڈائری میں اس کی ہو یہ آج کی تازہ خبر

یا سگِ آوارہ یونٹ میں چلا آئے کوئی
یا کہیں گھسیارہ چارہ کاٹ لے جائے کوئی
سیروگردش میں ہوں گر کچھ مرغیوں کے قافلے
پیش آسکتے ہیں ان کی "سرزنش" کے مرحلے
شہد کا چھتہ کہیں ہو یا لبابیلوں کا گھر
ایسے ناجائز تصرّف پر ہو جنگِ خیر و شر
مچھرّوں یا مکھیّوں کی فوج در آئے اگر
یہ جوابی حملے میں اُڑوا دے ان کا مستقر
بِلیاں ہمسائے کی لنگر میں گھُس آئیں اگر
ان پہ دعویٰ دائر ہو سکتا ہے بے خوف و خطر
اس کی خبریں بھی بسا اوقات بے بُنیاد ہوں
جن پہ اکثر لوگ اس سے نالاں و ناشاد ہوں
لوگوں کی نیکی بدی کا اس پہ ہے دار و مدار
چھاپ دیتا ہے ذرا سی بات پر وہ اشتہار
واقعہ ہو جائے کوئی تو کرے تفتیش بھی
سنسنی پھر پھیل جائے، فکر بھی، تشویش بھی
آر ۔ پی کا پٹہ پہنے رکھے اپنے بازو پر
اس حوالے سے وہ سمجھے خود کو سب سے معتبر

مستعدی، چاق و چوبندی کا اِک معیار ہے

اس کا ہے یہ وصف کہ ہشیار پہریدار ہے

رکھتا ہے یونٹ کی ہر سرگرمی پہ گہری نظر

ہر کسی تقریب میں رہتا ہے اکثر باخبر

بے گماں، ٹرن آؤٹ اس کا معرکے کی چیز ہے

بن سنّور کر نکلے جس دم دیکھنے کی چیز ہے

کوئی شے یونٹ سے باہر جانے دے، ممکن نہیں

یا کسی مشکوک شےَ کو آنے دے، ممکن نہیں

وہ یقیناً اپنی سج دھج میں ہے یونٹ کا سفیر

قول اس کا پختہ ایسے، جیسے پتھر پر لکیر

الغرض یونٹ کو اس پر سو طرح کا ناز ہے

فرض کی پہچان رکھتا ہے، بہت ممتاز ہے

یونٹ کا سنتری

سنتری جو گیٹ پر یونٹ کے رہتا ہے کھڑا
آپ کو شاید نہیں کچھ واسطہ اِس سے پڑا
اجنبی سے کرتا ہے وہ ہونے اُنھونے سوال
عمر کا یا مرتبے کا کچھ نہیں کرتا خیال
چھیڑ دیتا ہے محاذِ جنگ تُو تکرار سے
مار ہی دیتا ہے وہ تیغِ زباں کے وار سے
تڑ تڑا تڑ بولے وہ جیسے کلاشنکوف ہے
اس قدر بے درد ہے' بے باک ہے' بے خوف ہے

تین چوتھائی ہے چہرہ وقف مونچھوں کیلئے
پال رکھی ہیں جو اُس نے بس اکڑفوں کیلئے

مُنحنی چہرہ نکالے رُعب جھاڑے بے سبب
آنے والوں کے گڑے مرُدے اکھاڑے بے سبب

پُوچھتا ہے کون ہو تم ؟ کِس لیے یاں آئے ہو ؟
یہ جو گٹھڑی ہاتھ میں ہے اس میں کیا کچھ لائے ہو ؟

گولہ و بارُود یا گرینیڈ تو اس میں نہیں
کوئی بم چھوٹا بڑا ہو پاس تو رکھ دو یہیں

آنے کا مقصد بتاؤ' کِس کے ہو مہمان تم ؟
ٹھیک سے اپنی کراؤ بابا اب پہچان تم

کوئی بھائی بند ہے تیرا یا رشتے دار ہے
یا گرائیں ہے کوئی یا اپنا برخوردار ہے

اُس نے بُلوایا ہے تمُ کو یا تمُ از خود آئے ہو
اُس نے جو لکھا تھا خط کیا ساتھ اپنے لائے ہو ؟

اُس کا نمبر کیا ہے' عہدہ کیا ہے اور ہے نام کیا ؟
تیرا اس سے رشتہ کیا ہے' ناتہ کیا ہے کام کیا ؟

آنے والے اجنبی کو مُشتبہ ہے جانتا
جانچ کی عینک لگا کر اُس کو ہے پہچانتا

بولنے والے کو ہر گز بولنے دیتا نہیں
عرضِ مطلب کیلئے لب کھولنے دیتا نہیں
پُوچھ گچھ سے پَل میں کر دیتا ہے مہماں کو نڈھال
حوصلہ اس میں نہیں رہتا، کرے کچھ عرضِ حال
یوں ضیافت کرتا ہے وہ ہر کسی مہمان کی
کچھ ضرورت رہ نہیں جاتی ہے دستر خوان کی
ہو بڑی مشکل سے پھر یونٹ میں اس کا داخلہ
بڑبڑائے زیرِ لب مہمان لَا حَولَ وَلَا
ایسے استقبال پر ہو جائے دل برداشتہ
سنتری کر لے جب اُس کی آرزو کا ناشتہ
سوچنے لگتا ہے مہماں ایسے استقلال پر
اس سے تو بہتر ہے فوراً لوٹ جائے اپنے گھر

سرحد کا سنتری

سرحد پر بیدار کھڑا ہے
ہر لحظہ تیار کھڑا ہے
فرض ہے دیس کی چوکیداری
شب بیداری، خدمت گاری
جرأت ہمت میں لاثانی
ضرب اس کی جانی پہچانی
دکھلائے چستی چالاکی
مردی، بے خوفی، بے باکی
شام و سحر دیتا ہے پہرا
دل میں قوم کا درد ہے گہرا

چاروں جانب اس کی نظر ہے
ہر لمحے ، ہر پل کی خبر ہے
آنکھوں میں یہ کاٹے راتیں
عدو کی کردے غارت گھاتیں
ملک و قوم کی خاطر جاگے
تاکے جھانکے پیچھے آگے
فرض کی دھن میں جاگے دکھ سے
تاکہ ملّت سوئے سکھ سے
سردی جھیلے ، گرمی جھیلے
خدشوں سے ، خطرات سے کھیلے
آندھی آئے ، طوفاں آئے
ہرگز یہ لغزش نہ کھائے
آئیں کیا کیا نیند کے لپکے
لیکن اس کی پلک نہ جھپکے
جس دم کوئی پتّا کھڑکے
جھٹ پٹ اس کا سینہ دھڑکے
دشمن کوئی آنہ پائے
آجائے تو منہ کی کھائے

آفت کا پرکالہ ہے یہ
لڑنے مرنے والا ہے یہ
غیر کو دھمکائے ، للکارے
لاج کی خاطر تن من وارے
فرض ہے اس کا سب سے افضل
پہرا قدر کی شب سے افضل
عین عبادت اس کا جینا
خواہش ، جامِ شہادت پینا
قوت ہے اس کی ایمانی
جذبہ ہے برق ، طوفانی
پیہم اک للکار بنا ہے
آہن کی دیوار بنا ہے
سرحد پر بیدار کھڑا ہے
ہر لحظہ تیار کھڑا ہے

☆☆☆

کمانڈو

یہ ہے کمانڈو ایس ایس جی کا
چیلا طارق جی کے جی کا
عالمگیر گوریلا ہے یہ
بانکا چھیل چھبیلا ہے یہ
مخفی حرب و ضرب کا محشر
پنہاں اس کی ذات میں لشکر
پیشے میں حاصل یکتائی
ہر فن مولا یہ ہرجائی
ہر گُتھّی ، ہر عقدہ کھولے
جادو جو سرَ چڑھ کر بولے

فطرت ہے سیمابی اس کی
دیدنی ہے بے تابی اس کی
بھرتا ہے کتنے بہروپ
پل میں سایہ، پل میں دُھوپ
نعرہ اِس کا پختہ، محکم
"من جانبازم" "من جانبازم"
باعثِ رشک اس کی جانبازی
جیت کے بازی لوٹے غازی
دائیں بائیں پیچھے آگے
جھپٹے پلٹے دوڑے بھاگے
حیراں کُن کرتب دکھلائے
داؤ کھیلے، چھب دکھلائے
بے شک آہنی پیکر ہے یہ
جیکر کا بھی جیکر ہے یہ
دُشمن کو رُلواتا ہے یہ
پیچھے گھر تک جاتا ہے یہ
دُشمن کا منصوبہ یک دم
دتیا ہے درہم برہم

معرکے مارے گھات میں رہ کے
ہات نہ آئے ہات میں رہ کے
ازبر ہے درسِ جاسوسی
قائل اس کے چینی، روسی
جری اور جیالا ہے یہ
آفت کا پرکالا ہے یہ
اس کا رول مہماتی ہے
چھینا جھپٹی جناتی ہے
جان ہتھیلی پر رکھتا ہے
پاؤں کی جا پر سر رکھتا ہے
ہدف نہ اپنا ہرگز چھوڑے
کوُد کے جھٹ پٹ توڑے پھوڑے
بے خوفی سے معرکے مارے
اپنا تن من دھن سب وارے
عدو کو دکھلائے نظارے
پیہم خم ٹھونکے، للکارے
ہر میداں، ہر بازی جیتے
اِس پر جو بیتے سو بیتے

وادی ، صحرا ، پورب ، پچھم
حاضر ناظر ہر جا ہر دم
بھوت پریت ، چھلاوہ ہے یہ
ہلاّ گلا ، دھاوہ ہے یہ
اس کی ہے پہچان عجوبہ
اس کی شوکت شان عجوبہ
برق صفت ٹوٹے لہرائے
لمحوں میں روپوش ہو جائے
خوبی اس کی چستی تیزی
بس اس پہ حیرت انگیزی
اس کا ہر انداز خصوصی
پاتا ہے اعزاز خصوصی
یہ ہے اک اعجاز سراسر
ناز سراسر ، راز سراسر

☆☆☆

فرنیچر این سی او

یہ کیو ۔ ایم کا معاون این سی او ہے
ٹریلر کی طرح یہ اُس سے ٹو ہے
کباڑی خانہ ہے اسٹور اس کا
مگر پھر بھی ہے "وکھرا" طور اس کا
ہر اک شے اس کی ردّی ٹوٹی پھوٹی
تسلّی دیتا رہتا ہے وہ جھوٹی
وہ چیزیں رکھتا ہے ہم سب سے اوجھل
ہے اس کا تن بھی بوجھل، من بھی بوجھل
جب ایم ای ایس سے تازہ مال آئے
کہیں تحت الثریٰ میں جا دبائے
لگائے رکھتا ہے ہر آن لارا
زیادہ تر اسی پر ہے گزارا
رکھے بھرپور، پیہم راز داری
کہ جیسے ایٹمی بم کی تیاری
سُنے آواز بس ہز ماسٹر کی
یہاں بھی بات ہو آلو مٹر کی

دلاتا ہے یقیں خالی زبانی
تقاضے پر وہی ہے "لن ترانی"
کرو اصرار تو لاحول پڑھ دے
کسی قاروں کا کوئی قول پڑھ دے
کوئی شے بھی نہیں کرتا عنایت
کریں کس سے خلاف اسکے شکایت
کوئی شے مانگئے کہہ دے "بے این اے"
عدالت سے نئی تاریخ دے دے
ہر اک عقدہ ہے لانحل سراسر
ملے وہ یوں کہ جیسے رانگ نمبر
رہے ہر آرزو' ہر مانگ باقی!
سدا منزل ہے سو فرلانگ باقی
کبھی اس کے لبوں پر "ہاں" نہ آئی
دہائی ہے دہائی ہے دہائی
زمانے بھر کو ہے اس سے شکایت
الٰہی بخش دے اس کو ہدایت

☆☆☆

پی ٹی انسٹرکٹر

بظاہر پی ٹی کا استاد ہے وہ

یقت میں یَد بیداد ہے وہ

دبا رکھتا ہے منہ میں اپنے سیٹی

اندھیرے منہ کرائے اُٹھ کے پی ٹی

بہت اس کا ہے لرزہ خیز کاشن

اُسے سُنتے ہی ہضم ہو جائے راشن

وہ ہے سب کاہل انسانوں کا دشمن

تن آسانوں کے ارمانوں کا دشمن

انوکھی ، ہیں بہت حرکات اس کی
اطاعت میں رہیں ، جِنات اس کی
وہ سب کو تابعِ فرمان رکھے
تشدّد پہ فقط ، ایمان رکھے
مروڑے اس قدر جسموں کو موجی
ربڑ کے ساختہ ہوں جیسے فوجی
مزے ہوں جنوری میں جون کے سے
پسینے چھوٹتے ہیں خُون کے سے
نہایت تیز دوڑائے ، نچائے
بمشکل سانس آئے اور جائے
خدا جانے ہے کیا ہم سے خصومت
کرے سختی سے جسموں پر حکومت
اُچھل میں ، کود میں بے حال کر دے
ہمیں انسان سے فُٹ بال کر دے
یہ اُلٹے ہاتھ اِک اِک انگ موڑے
سروں کو پاؤں سے لا کے جوڑے
ہر اک جُنبش ہے اس کی قہر مانی
بدن کر دیتا ہے جھٹ پانی پانی

نشاں سستی کا کوئی بھی نہ چھوڑے
بدن کو مثلِ لیموں کے نچوڑے

وہ اِس غم میں ہمیں اُوپر اُچھالے
بدن میں جو بھی ہے کَس بَل، نکالے

بپا اِک ایک حرکت ہو مشینی
بدن بنتے رہیں جاپانی، چینی

تنوں میں قید رُوحیں پھڑپھڑائیں
نسیں 'اعصاب' آنتیں گڑگڑائیں

دِلوں کی دھڑکنیں فریاد زن ہوں
ہزاروں سینکڑوں میں ان کے رَن ہوں

کرے پیدا دِلوں میں ولولے سے
تنوں پہ کرکے برپا زلزلے سے

وہ چاہے سب کی ہوں حرکات یکساں
اٹھک بیٹھک کی ہوں برکات یکساں

وہ کر دے مُنحنی جِسموں کو سیدھا
کمانوں کو بنا دے تیر جیسا

بدل دیتا ہے توندوں کا سراپا
قریب آنے نہیں دیتا بڑھاپا

نئی رفتار دے دورانِ خوں کو
نئے انداز بخشے پھیپھڑوں کو

بہت قابل ' بہت ماہر ہے فن میں
نہ چھوڑے ڈھیل کوئی جان و تن میں

بنے فرہاد جوئے شیر لائے
بجائے شیریں کے وہ ہیر لائے

ذرا سی چوک پر یوں کھینچے تانے
چُکائے جیسے سب بدلے پرانے

سکھائے گو وہ جینے کے قرینے
مگر لائے پسینوں پر پسینے

لڑے ہم سے وہ کُشتی ' دھینگا مُشتی
دلائے غسلِ صحت ' تن دُرستی

☆☆☆

میس این سی او

ہمیں میس این سی او ہے اِک ضرورت
پسندیدہ ہو اس کی شکل و صورت
اسے حاصل ہو کافی تجربہ بھی
سلیقہ کام کا ' کچھ ولولہ بھی
خوش اسلوبی سے فرض اپنا نبھائے
ہو بھیدی گھر کا ' پر لنکا نہ ڈھائے
جمع تفریق کا ماہر ' حسابی
ضرورت ہو جسے ' دے اُس کو چابی
اسے معلوم ہوں سب گرُ بچت کے
اصول ازبر ہوں حفظانِ صحت کے
خریداری میں دکھلائے دیانت
فقط " دس بیس فیصد " ہو خیانت
وہ میس سیکرٹری کا ہو گا بندہ
چلائے گا وہی چندے کا رندہ
جو چیزیں ہم جہاں سے ' جب خریدیں
ہمیں وہ لا کے دے ان کی رسیدیں

رکھے گا سب کے اَپ ٹو ڈیٹ کھاتے
نظر رکھےّ دو روپیہ آتے جاتے
رکھے خوراک کا معیار اُونچا
شرافت کا بھی ہو مینار اونچا
کرے تقسیم ہر شے کو مساوی
نہ ہونے دے کسی کو خود پہ حاوی
رکھے ہر مسئلہ میں راز داری
کہ جیسے ایٹمی بم. کی تیاری
ہمیشہ یاری ہو باورچیوں سے
چلائے کام سادہ پرچیوں سے
وہ جتنے کھائے بھی جس دم پکائے
ہمیں سب بے تکلفّ لا چکھائے
یہ لازم ہے کہ پھل اکثر بچائے
ہمیں لا کر کھلائے ' خود نہ کھائے
وہ رکھےّ گا حساب ہر میہماں کا
انگوٹھا اس پہ لے گا میزباں کا
ہو اس کی پختہ و معقول رائے
جلے جب روم تو بنسی بجائے

وہ ہو رمز آشنا، پُر کار، بھیدی
ضرورت پر کرے میس کی سفیدی
ہو شیشے کی طرح شفاف تن من
نہایت صاف رکھے میس کے برتن
وہ ٹِپ ہر گز نہیں لے گا کسی سے
مگر جو دے زبردستی، خوشی سے
رکھے گا کھیلوں کا سامان پُورا
نہ چھوڑے مسئلہ کوئی اُدھورا
رکھے آباد میس کا گارڈن بھی
اُگائے سبزیاں، پھل پھُول، دھن بھی
ہر اِک شعبے میں لازم ہے صفائی
نہ ہونے پائے "بی پی" اس کا ہائی
گھریلو کھیل سارے جانتا ہو
وہ ریفری کی نظر پہچانتا ہو
رجسٹر پر لگائے حاضری بھی
یقیناً مستقل بھی، عارضی بھی
جو یہ اوصاف رکھتا ہو، وہ آئے
وہ آئے اور چلا کر میس دکھائے

☆☆☆

کوارٹر ماسٹر حوالدار

رسد کا جو کہ ٹیلی کاسٹر ہے
وہ یونٹ کا کوارٹر ماسٹر ہے
فریضہ اِس کا ہے "راشن رسانی"
لِکھا قسمت میں ہو جو دانہ پانی
یہی بانٹے ہے پیاز، آلو، ٹماٹر
کلودنگ، فرنچر، راشن، کوارٹر
کرے آغازِ نعمت اپنے گھر سے
اُڑائے عیش و عشرت کرّوفر سے
ہر اچھی چیز رکھ لے خود ہی چُن کے
وہ بانٹے سب میں باقی دانے دُنکے
نہیں کرتا وہ لینے میں ذرا دیر
بطورِ حقِ خدمت، حصۂ شیر

بہت اسکیل راشن کا ہے وافر
مگر ہیں بعض تو ندیں سخت کافِر
ملے سرکار سے ساماں فراواں
وہ ہے صد حیف پھر بھی تنگ داماں
یہ اوپر والوں کو پرچائے اکثر
جو نیچے ہوں انہیں ٹرخائے اکثر
بنا پھرتا ہے وہ پلٹن کا داتا
کھُلا ہے اس کا ہر لنگر میں کھاتا
وہ بخشے جس کو چاہے ' جتنا چاہے
نگا ہے میرے کیو ایم اچ ' نگا ہے
وہ دے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت
اسے ازبر ہے یہ آئینِ قُدرت
نہیں حاتم سے ہے وہ کم دیالُو
کبھی دو چار زائد دے دے آلُو
جو اِس سے دوستداری کو نباہے
وہ پائے منّ و سلویٰ بھی جو چاہے
جو چیزیں وردی کی ہو جائیں کنڈم
کبھی وہ لا بھی دیتا ہے ' مگر کم

وہ یوں احساں جتائے کروفر سے
کہ جیسے دے رہا ہو مال گھر سے
ہمیں سکھلاتا ہے وہ چشم سیری
کہ دیکھیں ہم نہ کوئی ہیرا پھیری
کوئی شوخ اس کو گر شوخی دکھائے
جھٹ آٹے دال کا بھاؤ بتائے
یہ ہے چرچا کہ ہے زرخیز دھندا
[illegible] ہوتا نہیں [illegible]
جھما جھم مال سے پھٹ اس کے دھارے
دمادم پورے ہوں سارے خسارے
یقیناً انگلیاں ہیں پانچوں گھی میں
لکھی ہے عیش عشرت زندگی میں
خوشی سے لال اس کے گال دیکھو
پھر اس کا حال دیکھو، چال دیکھو
بزعم خویش پھولا نہ سمائے
اکڑفوں بھی کسی حد تک دکھائے
سبھی دیتے ہیں مطلب کو سلامی
اسے غرّہ کہ ہے موٹی اسامی

نہ ڈھونڈے سے ملے اسکی سواری

ہو غائب جیسے مجرم اشتہاری

ہمیشہ تولے کم اس کی ترازو

دِکھائے ڈنڈی پُورا زورِ بازو

تسلی دیتا ہے اکثر زبانی

اِسی پر قائم اس کی خان خانی

اصول اس کا اگر چہ بے رُخی ہے

مگر پھر بھی وہ اچھا آدمی ہے

کبھی محشر بھی ٹوٹے ناگہانی

الگ کرنا پڑے جب دودھ پانی

مگر یہ دن کسی نے کب ہے دیکھا

کُھلے گا حال جس دن ہو گا لیکھا

مصیبت میں بنے کب یار کوئی

لگے مشکل سے بیڑہ پار ' کوئی

☆☆☆

حوالدار میجر

یہ این سی او ہے ' سب سے سینئر ہے
یہ پلٹن کا بڑا انجینئر ہے
اسی کے ہاتھ کل پرزے ہیں سارے
یہی کشتی لگاتا ہے کنارے
چٹک ہے خود بھی ' کاشن بھی چٹک ہے
صدا میں گونج ہے ' برقی کڑک ہے
یہ کاشن دے تو پلٹن ہو روانہ
یہ دے آواز ' لوٹ آئے زمانہ

اِسی کا سکہ پلٹن پہ رواں ہو

یہ روکے جس کو، رُک جائے جہاں

نہایت رُعب والا، شیر نر ہے

کبھی ساتھی، کبھی بیداد گر ہے

یہی پہنچائے سب بالائی احکام

عمل ان پر کرانا اس کا ہے کام

یہ عہدیدار ہے افسر کا افسر

یہ دیتا رہتا ہے چکر پہ چکر

جواں چوٹی کا ہے جیدار کرنیل

اسی کے دم سے ہے یونٹ میں ہلچل

وجود اس کا ہے موٹا، بھاری بھر کم

ذرا سی بات پر ہو جائے برہم

مدوّر ہے بہت ہی پیٹ اس کا

بڑا سا جس طرح ہو گول مٹکا

بنائے بیلٹ، دو بلٹیں ملا کر

لپیٹے پھر یہ خطِ استوا پر

جو اٹکا ایک بار اس کی نظر میں

رہے وہ خیر سے دائم سفر میں

چکھے یہ ذائقہ بھی ہر کسی کا

کہ میٹھا ہے ' ترش ہے یا ہے پھیکا

بہت یونٹ میں ہیں جاسوس اس کے

فرانس ' امریکہ ' چین و روس اِس کے

بڑوں ' چھوٹوں میں دے یہ کام پُل کا

نہیں قائل یہ ہر گز شُوروغل کا

طبیعت کام پر جس کی نہ لاگے

کرائم شیٹ پہ لے جائے آگے

سزا دلوا دے اس کو چین آئے

کہ مجرم پھر کبھی ٹھوکر نہ کھائے

ہے فطرت اِس کی ہر لحظہ ٹوکائی

پکڑے یہ ' تو ہو مشکل رہائی !

کسی کی آگئی جس آن شامت

یہ توڑے پھر قیامت پر قیامت

پریڈ ہونی ہو کوئی چھ بجے گر

اُٹھا دے دو بجے پہرہ بٹھا کر

ذراسی بات پر کروا دے پیشی

بنادے پل میں انساں کو مویشی

رہے کوٹھی میں وہ اپنی اکیلا
جہاں رہتا ہے مداحوں کا میلا
جواں جو اس کا منظورِ نظر ہو
وہ پُورا چودھری ہو ' معتبر ہو
قیامت ہو یا آندھی ہو یا طوفاں
کبھی ہوتا نہیں ہرگز پریشان
یہ چھٹی پر کبھی جاتا نہیں ہے
کہ گھر میں اس کو چین آتا نہیں ہے
جو ہوں ماتحت ' دے دے کر دُعائیں
قدم اس کے قدم سے سب مِلائیں
مقدّر میں لکھی ہے زمہریری
مزاجاً اس نے پائی سخت گیری
بپا کرتی ہے محشر اس کی سیٹی
فٹیکیں ہوں ' پریڈیں ہوں کہ پی ٹی

☆☆☆

جے سی او ایجوٹینٹ

یہ بھی یونٹ کا نہایت نامی عہدیدار ہے
بہر نظم و ضبط یہ بنیادی اِک کردار ہے
ضابطے قانون کے نافذ ہوں سب اِسکے طفیل
یہ بھی گویا یونٹوں میں فوجی تھانیدار ہے
زیرِ فرماں رکھتا ہے ہر آن رجمنٹل پولیس
جو خبرداری ' تحفظ کی علَم بردار ہے
یونٹ ایجوٹنٹ سے حاصل کرے احکام سب
اور خود "تعمیل" اور تبلیغ کا اوتار ہے

"پی ٹی" اور "پریڈ" کا اصلی محرک ہے یہی
در حقیقت سب اسی سے گرمیٔ بازار ہے
بہتا ہے "سیلاب" کی مانند نیچے کی طرف
برق ہے رفتار اس کی، سطح "ناہموار" ہے
جنگ چھڑ جائے اگر ہابیل اور قابیل میں
منصفی کے واسطے یہ پہلے سے تیار ہے
استغاثہ میں کبھی ناکام یہ ہوتا نہیں
کیوں کہ اسکی معتبر بنیاد ایف آئی آر ہے
گر کسی کردار میں محسوس ہو سلوٹ کوئی
استری قانون کی پھروائے تو ہموار ہے
اس کے اشکنجے میں کوئی پھنس گیا جب ایک بار
پھر وہ سستا چھوٹ جائے، یہ بہت دشوار ہے
سوچ لینا گر کرے یہ دوستی کی پیش کش
اس لیے کہ تھانے والا کب کسی کا یار ہے
لیٹ چھٹی سے اگر ہو جائے کوئی بھی جواں
بخشوانے کیلئے اس کو کہاں تیار ہے
مانگو رخصت تو کرائے پیشیوں پر پیشیاں
کہتا ہے "سر جھوٹ پر مبنی سراسر تار ہے"

طور میں ' تدبیر میں ' تزویر میں ' تعزیر میں
کمپیوٹر کی طرح خود گیر ہے ' خود کار ہے
مشتبہ کوئی نظر آجائے گر اس کو کہیں
دیکھ لے ' ہے تیل کیسا اور کیسی دھار ہے
بات کا سر پیر ہو کوئی ' نہ ہو اس کا ثبوت
پُوری یونٹ گھنٹوں کی تقریر سے دو چار ہے
اس سے مخفی کچھ نہیں ہے گرچہ ہو زیرِ زمین
پاس اسکے " ففتھ کالم " کا بڑا ہتھیار ہے
لائنوں اور بیرکوں پر رکھتا ہے گہری نظر
سو رہا ہو پھر بھی یہ سمجھو کہ وہ بیدار ہے
پار کر آئے اگر جگنو بھی سرحد ' رات کو
گھات میں بیٹھا ہوا موجود چھاپہ مار ہے
جس کسی کی ہو گئی مشکوک "سب اچھا رپورٹ"
وہ جواں ناخوب ہے ' ناخوب اے سی آر ہے
گھاس کٹائی ہو ' راشن ڈھونا ہو یا اور کچھ
ہر "فٹیگ" ہر "ورک" کا ماخذ یہی سردار ہے
فیر کی بھی مشق کرواتا ہے فائر رینج پر
چاہے گولی ٹارگٹ کے آر ہے یا پار ہے

سو طرح کے "عارضوں" کا خود ہی کرتا ہے علاج

بھیجتا ہے "ڈاکٹر" کے پاس جو "بیمار" ہے

کوئی شے یونٹ کی ہو جائے اگر زیر و زبر

ایک دار و گیر ہے برپا' رسن ہے' دار ہے

اور بھی ہیں کتنی سرکاریں مگر' توبہ بھلی

اس کی جو سرکار ہے' بے موسمی سرکار ہے

انسپیکشن ہو' کوئی تقریب ہو' دربار ہو

ہر طرف اِک دستہ شدومد سے چونا کار ہے

پیٹھ پر اُٹھوائے پٹھو اور ڈھلائی بھی کرائے

یہ بھی اِک طرفہ سزا ہے' باعثِ آزار ہے

فوجیوں کی خیر خواہی کا بھی رکھتا ہے خیال

اِس حوالے سے بڑا غم خوار' خدمتگار ہے

ہیڈ کلرک

مقدر سے ملی ہے ہیڈ کلرکی
ہوئی پوری تمنا عمر بھر کی
بہت سی تجربہ کاری دکھائے
بہت سے کارنامے بھی سنائے
ہزاروں اس نے دیکھے ہیں جھمیلے
ہزاروں خوب تو پاپڑ ہیں بیلے

بدن ہے ڈھیلا ڈھالا بھاری بھر کم
ذرا سی بات پر ہو جائے برہم
جلائے رکھتا ہے دل کا پھپھولا
ہے اکثر پل میں ماشہ' پل میں تولہ
بمشکل کرسی میں بیٹھے وہ پھنس کے
ذرا دکھلائے کوئی شخص ہنس کے
وہ جس دن سے یہاں لایا گیا ہے
کبھی ہنستا نہیں پایا گیا ہے
کبھی چشمے کو ماتھے پر ٹکائے
کبھی اس کو اتارے' پھر لگائے
وہ اکثر چشمے کے اوپر سے گھورے
اسی سے کام رہ جائیں ادھورے
چڑھی ہے تیوری جس آن دیکھو
بپا ہے اک نہ اک طوفاں دیکھو
کبھی عینک سے عینک ڈھونڈتا ہے
کبھی چائے کی چینک' ڈھونڈتا ہے
دوانہ سوچ میں کرسی نشیں ہے
ہے گم سم جیسے حاضر ہی نہیں ہے

پلندا فائلوں کا میز پر ہے
خطوں کا ڈھیر بھی پیشِ نظر ہے
وہ ہے بس ایک پی۔ یو۔ سی کا قائل
لگا کر آگے کر دیتا ہے فائل
جوابِ خط لکھے گا آپ افسر
یہ اس کی ذمہ داری ہے سراسر
ہے دعویٰ۔ جانے وہ قانون سارے
زبانی یاد ہیں مضمون سارے
ضرورت جب پڑا کوئی حوالہ
فٹافٹ "لال بک" سے ہے نکالا
سراسر بندہ ہے یہ ضابطے کا
یہ گویا ایک پل ہے رابطے کا
اُدھر اس پر سدا ناراض افسر
ادھر بیزار ہیں اس سے محرر
اُدھر افسر کے آگے کہہ دے "یس سر"
اِدھر جھلا کے برسے باﺅوں پر
نہ خط ہی مل رہا ہے اور نہ فائل
یہ ہیں سب روز مرہ کے مسائل

اسے جب دیکھیے چیں بر جبیں ہے
قرارِ جاں نہیں، تسکیں نہیں ہے
زباں کھولے تو چلتے ہیں مزائل
کسی صورت نہ ہو نرمی پہ مائل
وہ ماتحتوں کو رکھتا ہے دبا کر
جو کرتے رہتے ہیں ہر آن "سر سر"
فقط پولیس ایکشن کا ہے قائل
اکارت اس کے آگے سب دلائل
یہ دفتر اور اس کے "پھیر" دیکھو
مقید "چڑیا گھر" میں "شیر" دیکھو
ذرا دیکھو تو شوشے' ٹائپنگ کے
غلط اکثر ہیں' جملے اور ہجے
ہیں غائب ڈی۔ او۔ ٹو راشن منی کے
یہ ہیں آثار گویا جاں کنی کے
کوائف بھی ہیں سارے نامکمل
بپا دفتر میں ہے پر شور ہلچل
ہیں ساری فائلیں آپس میں مکس اَپ
وہ حیراں ہے کرے کس کس کو فکس اَپ

"سکھاتے ہو مجھے"؟ یوں بول اُٹھے
لبوں پہ جھاگ ہو، خوں کھول اٹھے
"ارے لونڈو! تمہیں کچھ شرم بھی ہے
تمہاری عمر جتنی نوکری ہے
اسے مرغوب ہے بس چائے، سگریٹ
بنے محبوب جو پلوائے سگریٹ
خلوصِ دل سے کیجے اسکی خدمت
کشاکش کی نہ آنے پائے نوبت
وگرنہ دال گلنے کی نہیں ہے
توقع کام چلنے کی نہیں ہے
مہم اس نے نہ اب تک کوئی سر کی
مگر قائم ہے پھر بھی ہیڈ کلرکی

☆☆☆

ایجوکیشن جے سی او

ایجوکیشن کور کے ہیں یہ سفیر
بانٹتے ' ہیں لوگوں میں خیرِ کثیر
علم کے میداں کے بازی گر ہیں یہ
یہ بڑے فنکار ' دیدہ ور ہیں یہ
چٹے اَن پڑھ ' ان کے کھاتے میں پڑیں
فوج میں جو آ کے دشمن سے لڑیں

بوڑھے طوطوں کو پڑھاتے ہیں یہی
پھول صحرا میں اُگاتے ہیں یہی
بوڑھے طوطوں کو کھلائیں چوریاں
ہائے رے تدریس کی مجبوریاں
لوگ ان کی کاوشوں کی داد میں
ایسے ایسے دلنشیں جملے کہیں
”رحمتیں تو حق نے برسائیں، مگر
نیکیاں لکھی گئیں جے۔ ای کے سر“
سب سے پہلے یہ پڑھائیں آر، ٹی
پاس کروانے پہ کھائیں پارٹی
پے بہ پے پھر فوجی محنت سے پڑھیں
کتنے زینے علم کے اوپر چڑھیں!
میپ ریڈنگ، اُردو، انگلش فرسٹ بھی
کرتے جائیں یہ جوانانِ جری
پھر اسی پر وہ کہاں قانع رہیں
میٹرک اور ایف اے، بی اے بھی کریں
ریکری ایشن رُوم، انفو رُوم بھی
فوج کی بہبود کی ہے اک کڑی

روز کی خبریں بھی لکھیں بورڈ پر
تازہ تازہ ، موٹی موٹی مختصر

قول اُن کا گو ہے پتھر پر لکیر
پھر بھی اُن پہ طنز کے چلتے ہیں تیر

پاس ہو کر کہتے ہیں کچھ مسخرے
"ہم تو پہلے ہی سے تھے لکھے پڑھے"

تین سال اک جا رہیں بے شک ، مگر
بسترے کو رکھیں رسی ڈال کر

ختم ای آر ای ہوئی پردہ گرا
بدلی کا پروانہ جھٹ پٹ آ گیا

پھر بڑے آرام سے وہ چل دیئے
اک نئی یونٹ کو کٹ بستر لیے

اب یہاں پاؤں جمائیں گے نئے
اب یہاں ساتھی بنائیں گے نئے

شرق سے تاغرب گو ہیں جھولتے
اپنی منزل کو نہیں وہ بھولتے

نوکری ان کی علیٰ ہذالقیاس
ہے تغیر اور تبدل کی اساس

ہے صداقت پر بھلا ہم کیا کہیں
دوسرے ہوں خوش ' یہ خود ناخوش رہیں
گو کہ ہے تعلیم اک کارِ ثواب
پر یہی آخر بنے وجہِ عتاب
اے سی آر ان کو ملے اکثر خراب
بچوں کو گھر گھر پڑھانا ہے عذاب
"آپ ہیں استاد تو اچھے مگر
کچھ زیادہ ہی ہیں خود بیں ' خود نگر
آپ کو جانا ہے بے شک جایئے
جاتے جاتے رائے کچھ فرمایئے"
"کہنے سُننے کا کہاں ہم کو دماغ
کیسے ہم دکھلائیں سورج کو چراغ"

☆☆☆

صوبیدار میجر

یہ پلٹن کے ہیں صوبیدار میجر
ہے سب پلٹن ہی گویا ان کے سر پر
عجب عہدے کے عہدیدار ہیں یہ
نہ میجر ہیں، نہ صوبیدار ہیں یہ
یہ جے، سی، او ہیں سب سے سینئر ہیں
یہی پلٹن کے چیف انجینئر ہیں
سب این سی اوز، جے سی اوز، او آر
ہیں ان کے لشکری اور خود ہیں سالار
یہ اِک افسر برائے رابطہ بھی
یہ سارے ضابطوں کا ضابطہ بھی
یہ اک سیڑھی ہیں چھوٹوں اور بڑوں میں
انہی سے ہے توازن سب دھڑوں میں
یہ "سوداگر" ہیں خالص "مشوروں" کے
یہ مالک لشکروں کے، لنگروں کے
یہ سی او کے معاون، دایاں بازو
انہی سے عدل کی قائم ترازو

زمین و آسماں سب ہیں نظر میں
جہاں بھر کا ہے درد ان کے جگر میں
یہاں پر یا وہاں پر کب نہیں ہیں
ورائے آسماں ' زیرِ زمیں ہیں
تاملّ کا یہ اِک اُونچا نشاں ہیں
تحمل کا یہ بحرِ بیکراں ہیں
نظر ہے ہر گھڑی خشکی تری پر
خیال آٹھوں پہر کھونٹی کھری پر
یہ عہدِ رفتہ میں اِک شے تھے کرنیل
انہیں کہتے تھے ہندوستانی کرنل
یہ شوکت شان والے ' معتبر بھی
ارادوں کا اٹل اِک مستقر بھی
عموماً تن بدن ہو گول ' بھاری
یہ دو سیٹوں پہ ہوں ' واحد سواری
اُترنے اور چڑھنے سے ہیں عاری
اُٹھاتی ہے انہیں مشکل سے لاری
انہی کے ہاتھ میں پلٹن کی شاہی
اسیر ان کا جہانِ مرغ و ماہی

انہی کا سکہ ہے پلٹن میں جاری
انہی کا رعب ہے لشکر پہ طاری
امیرِ خیر خواہی ' نیک نامی
نفیرِ سخت گیری ' پختہ دامی
یہ پلٹن کیلیئے ہر کھیل کھیلیں
یہ پاپڑ جس طرح کے چاہیں ' بیلیں
یہ ہیں طومارِ معلومات عامہ
یہ گویا خود ہیں تازہ روزنامہ
یہ سوئے بھی ہوں تو بیدار جانو
انہیں خطرات کا ریڈار جانو
بہت کایاں ہے ان کا ففتھ کالم
پلوں میں چھان مارے سارا عالم
انہی کے دَم سے جوش و ولولہ بھی
انہی کے دم سے طوفاں ' زلزلہ بھی
بیاں میں آ نہ سکتا تھا سراپا
مگر اخبار پھر بھی ہم نے چھاپا

☆☆☆

بھرتی کا پہلا دن

بیٹا سوہنی دھرتی کا
خواہش مند تھا بھرتی کا
جاذب تھی کچھ وردی بھی
سربازی پامردی بھی
ایک کشش تھی راشن کی
ایک خلش تھی کاشن کی

شوق تھا مفت علاج کا بھی
ذوق تھا کام اور کاج کا بھی
چاہ مجاہد بننے کی
سینہ تان کے چلنے کی
بھرتی ہو کر آیا ہے
کئی مرادیں لایا ہے
گاؤں وال تھا تہمد میں
بانکا قامت میں قد میں
پنچھی ڈانواں ڈول نیا
قفس نیا، ماحول نیا
دِل میں ہیں خدشات کئی
قدم قدم خطرات کئی
سب کا سب ماحول نیا
کام نیا اور رول نیا
اس سے ہاتھ ملائیں سب
دل پر تیر چلائیں سب
اُلوّ جانیں پینڈو کو
بدھو جانیں پینڈو کو

نظم و ضبط کی قید یہاں
ہر طائر ہے صید یہاں
سب کی اِس پہ نظر جمی
ڈھونڈتے ہیں اِک ایک کمی
پھینکیں سارے طنز کے بم
ناک میں کر رکھا ہے دَم
طعنوں سے بے حال بہت
اکھڑی اکھڑی چال بہت
سب اس کو دوڑاتے ہیں
چھیڑتے ہیں، بھڑکاتے ہیں
اُلٹے سیدھے کریں مخول
بول رے گونگے کچھ تو بول
اوچھے اوچھے وار کریں
باتوں کی یلغار کریں
ہر حملہ طوفانی ہے
شرم سے پانی پانی ہے
قدم قدم ہے ڈانٹ ڈپٹ
کِس کو وہ لکھوائے رپٹ

ذات اپنی پہچانی ہے
بچ ابھی من مانی ہے
سب کا حکم بجا لاتا ہے
گھر کی جھڑکی بھی کھاتا ہے
سَب کا یہ چین ماہی ہے
اچھا ڈھول سپاہی ہے
بھرتی کا ہے پہلا روز
قصے ہیں حیرت افروز
ناشتہ پوڑی حلوا ہے
کھاجا من اور سلویٰ ہے
بال بنے ہیں انگریزی
آگئی چستی اور تیزی
کِٹ کی ہر شے پائی ہے
وردی فِٹ کروائی ہے
پی ٹی کا ہے دَور چلا
زور آور کا زور چلا
گھنٹوں برپا رہے پریڈ
سب اس پہ کرتے ہیں ریڈ

کس بل سارے لئے نکل
پتھر دل بھی گیا پگھل
ہر لحظے ارشاد نیا
صید نیا، صیاد نیا

رفل اُٹھا کر چلتا ہے
فوجی طرز میں ڈھلتا ہے
سَب کو سَر سَر کرتا ہے
کام بھی فَر فَر کرتا ہے

ماپ ہوا اور تول ہوا
واقف پھر ماحول ہوا
کرلی ہے رنگروئی پاس
قائم ہوئی جینے کی آس

اَب ہے وہ سرباز نیا
رُوپ نیا، انداز نیا
گاؤں وال اب شہری ہے
سوچ اَب اس کی گہری ہے

بٹ پر لگا نشانہ بھی
دیکھا فوجی تھانہ بھی

اپنے فن میں ہے ماہر
ہو گیا سب باطن ظاہر
اب دیتا ہے ترت جواب
زہرہ کر دیتا ہے آب
صید سے خود صیاد بنا
اَب پکا اُستاد بنا
اَب وہ ایک مجاہد ہے
سارا عملہ شاہد ہے
بھرتی کا وہ پہلا روز
کتنا تھا عبرت آموز
یہ دن کبھی نہ بھولے گا
یاد کرے گا، جھولے گا

☆☆☆

لنگر کی دال

تاریخ پڑھ کے دال کے ماضی و حال کی
ذہنوں میں رقص کرتی ہیں پریاں خیال کی
کیا پوچھتے ہو بات اس زہرہ جمال کی
لذت ہے اس میں دوستو بے حد کمال کی
شہرت ہے شرق و غرب میں لنگر کی دال کی

کاریگری سے اس کو پکاتا ہے لانگری
اس میں تری کا کھیل رچاتا ہے لانگری
کیا جانیں کیا شے اِس میں ملاتا ہے لانگری
اس سے ہے اشتہا میں چمک اشتعال کی
شہرت ہے شرق و غرب میں لنگر کی دال کی

ہر مورچے ' محاذ ہر بنکر میں دال ہے
ہر چھاونی کے کیمپ کے لنگر میں دال ہے
لشکر کے ہر کباب میں ' برگر میں دال ہے
نوبت نہ آئی اس میں کسی احتمال کی
شہرت ہے شرق و غرب میں لنگر کی دال کی

پکتی ہیں چیزیں اور بھی مشہور دال ہے
کیا کیا ہیں نعمتیں دھری ' مذکور دال ہے
کرتا ہے جس کا ذائقہ مسرور ' دال ہے
پکی ہے اس سے دوستی اہل و عیال کی
شہرت ہے شرق و غرب میں لنگر کی دال کی

دنیا کی ساری خلق کو محبوب ہے یہ دال
جس جس سے پوچھیۓ اُسے مرغوب ہے یہ دال
اک لذتِ لطیف سے منسوب ہے یہ دال
کھانے سے پہلے ہو گئی تمہید دال کی
شہرت ہے شرق و غرب میں لنگر کی دال کی

محمود اور غوری بھی کرتے رہے ہیں یاد
اکبر بھی شاہجہان بھی دیتے رہے ہیں داد
ایوب و یحییٰ کا بھی رہا اس سے قلب شاد
روداد ہے عجیب بڑی ماہ وسال کی
شہرت ہے شرق وغرب میں لنگر کی دال کی

چرچل نے دیکھا دال کے کاریگروں کا فن
کھاتا رہا ہے مدتوں اس کو نپولین
اک عمر منٹگمری نے پرچایا اس سے من
مخلوق اس پہ واری جنوب و شمال کی
شہرت ہے شرق وغرب میں لنگر کی دال کی

فائق ہر ایک شے پہ ہے چٹخارہ دال کا
اک بار جس نے دیکھا ہے نظارہ دال کا
مشتاق دل سے رہتا ہے دوبارہ دال کا
الفت بھی کی ہے جس کسی نے، لازوال کی
شہرت ہے شرق وغرب میں لنگر کی دال کی

لنگر کی دال جس نے بھی کھائی نہیں کبھی
لذت پھر اس نے کھانے کی پائی نہیں کبھی
ہم کو تو اور کوئی شے بھائی نہیں کبھی
گنجائش اسمیں کچھ نہیں حرفِ سوال کی
شہرت ہے شرق و غرب میں لنگر کی دال کی

مشہور ہے زمانے میں اس کی تری کی بات
جیسے ہو دل پذیر کسی جل پری کی بات
جیسے کہ ہو رسیلی کسی رس بھری کی بات
تعریف سب ہی کرتے ہیں اس کے جمال کی
شہرت ہے شرق و غرب میں لنگر کی دال کی

☆☆☆

چھٹی کی پیشی

چھٹی کے خواستگار تھے پلٹن کے دو جواں
دونوں نے اپنے سی او کو کیں پیش عرضیاں
شاکر علی کی اپنی ہمشیرہ کی شادی تھی
گھر سے خبر بھی خیر سے آئی تھی ناگہاں
شاکر علی کی چھٹی جھٹ منظور ہو گئی
سی۔او نے دستخط کیے اور لکھ دیا کہ ''ہاں''
ذاکر علی کی شادی تھی خود اپنی عنقریب
خوش تھا بہت کہ پائے گا رخصت وہ بے گماں
رخصت اسے خلاف توقع نہ جب ملی
سنتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو ہوئے رواں

بولا کہ مجھ کو سی او کی پیشی پہ لے چلو
تاکہ میں اتنا پوچھ لوں ہے منصفی کہاں
پیشی پہ جا کے سی او سے کی عرض اے حضور!
نامہرباں ہیں مجھ پہ اور شاکر پہ مہرباں
سوچیں جناب! آپ سے ایسا ہو گر سلوک
گزرے گا دل پہ آپ کے یہ کس قدر گراں
سی او نے یہ کہا اگر دونوں کو ایک ساتھ
چھٹی ملے تو کام پھر چلتا نہیں یہاں
شاکر بہن کی شادی پر ہے چھٹی جا رہا
تم اپنی شادی بعد میں کر لینا نوجواں
بولا کہ آپ کو نہیں معلوم اصل بات
بنتا ہوں آج آپ ہی میں اپنا ترجماں
حضرت یہ شادی ہو نہیں سکتی مرے بغیر
اس کی بہن کا بنتا ہے مجھ کو دولھا میاں
مجھ کو برات لے کے ہے جانا اسی کے گھر
ممکن ہے کیسے چل سکے بے میر کارواں
سی او نے سوچ سوچ کر آخر اسے کہا
اچھا تو تم بھی جاؤ جو سچ ہے ترا بیاں

ذاکر نے سی او سے کہا صد شکریہ جناب

مارا سلیوٹ زور کا ۔۔۔۔ پھر ہو گیا رواں

ذاکر کا تیر ٹھیک نشانہ پر جا لگا

رشتہ وگرنہ کچھ نہ تھا دونوں کے درمیاں

ذاکر کی بات پہنچی جب شاکر کے کان تک

غصے سے کانپنے لگا ' اس کا رُواں رُواں

بولا خبیث تو نے یہ ناحق گھڑا ہے جھوٹ

تم کو نہ شرم آئی یہ دے کر غلط بیاں

سالا بنا لیا ہے مجھے ' تیری یہ مجال

جی چاہتا ہے کھینچ لوں جڑ سے تری زباں

شاکر معاف رکھنا یہ چھٹی کی تھی سبیل

شادی تری بہن کی کہاں اور میں کہاں

سنتے ہیں لڑتے بھڑتے وہ اڈے تلک گئے

دونوں ملا کے ہاتھ پھر گھر کو ہوئے رواں

وہ جا چکے تو قصہ ہوا عام چار سُو

یونٹ کے ہر جواں کے لبوں پر تھی داستاں

ذاکر کی شادی ہو گئی ' چھٹی ہوئی تمام

یونٹ میں واپس آتے ہی پکڑا گیا جواں

سی او نے اس سے پیشی پر پوچھا، مجھے بتا
چھٹی کے واسطے دیا کیونکر غلط بیاں
بولو کہ کتنی قیدِ مشقت ہے چاہیے
پھیلا ہے تیرے جھوٹ کا قصہ یہاں وہاں
بولا حضور شادی کی میں پا چکا سزا
یہ عمر بھر کی قیدِ مشقت ہے بے گماں
میں نے خود اپنے پاؤں میں زنجیر ڈال لی
شادی مرے لیے بنی گویا وبالِ جاں
ہاتھوں میں آپ کے ہے قلم اختیار ہے
جو چاہیں دیں سزا مجھے انکار ہے کہاں
سی او نے مسکرا کے اسے کر دیا معاف
اتنا کہا کہ رہنا سدا حق کا ترجماں
آئندہ ایسا جھوٹ تم ہرگز نہ بولنا
ورنہ اٹھانا ہوگا تمہیں سخت تر زیاں

☆☆☆

ٹروپس بس

(۱۹۶۵ء کی جنگ میں کوہالہ اور راولپنڈی
کے درمیان چلنے والی ٹروپس بس کی کہانی)

ٹرک یارو نہیں یہ ٹروپس بس ہے
اسے چلنے میں اکثر پیش و پس ہے
ٹرک دیتا ہے یہ سرکاری ڈیوٹی
کمر اس کی ہے اک عرصہ سے ٹوٹی
ٹرانزٹ کیمپ سے ہے روز چلتی
لڑھکتی، لڑکھڑاتی اور اچھلتی
یہ مارے کچھوے کی مانند رستہ
ہے دھیمی چال اس کی، حال خستہ

طبعیت رہتی ہے بیمار اس کی
اسی کارن ہے کج رفتار اس کی
چلے تو پرزہ پرزہ اس کا بولے
مسافر خوف سے ایک سمت ہولے
نہ اس میں سیٹ ہے کوئی نہ کرسی
عجب ہے وارداتِ کس مپرسی
یہ لشکر کے پرندوں کا قفس ہے
کوئی ان کا نہیں فریاد رس ہے
کوئی باوردی اس کی دسترس میں
کوئی پکڑے گئے مفتی ڈریس میں
یہ ہو جاتی ہے جس لحظے ایئرلاک
اُمیدیں پل میں کر دیتی ہے سب خاک
یہ لوکل بس کی صورت میں ہے جاتی
سواری ہر جگہ سے ہے اٹھاتی
مسافر بے طرح لادے ہوئے ہیں
پریشاں حال دم سادھے ہوئے ہیں
بھری ہے بس کھچا کھچ بستروں سے
ٹرنکوں ، تھیلوں ، جھولوں ، پٹھوؤں سے

سواروں کو لگے دھکے پہ دھکا
کہ جیسے مار دے بھونچال چھکا
وظیفہ پڑھ رہی ہے ہر سواری
" الٰہی تو مدد کو آ ہماری
"بچانا اے خداوندا بچانا
زیادہ اب ہمیں نہ آزمانا "
بریک اس کی اچانک لگ گئی ہے
قیامت جیسے سر پہ آپڑی ہے
یہ رُک جائے تو پھر چلنے نہ پائے
ہزار اس کو کوئی دھکے لگائے
یہ جس دن وقت پر منزل پہ پہنچے
یہ اس دن لیٹ ہو چوبیس گھنٹے
پرانے دور کی ہے یہ نشانی
لبوں پہ آگئی اس کی کہانی

☆☆☆

یونٹ کی کنٹین

آگیا اخبار پڑھیئے آج کی تازہ خبر
آگیا ہے مال تازہ آپ کی کنٹین پر
آپ دوڑے جایئے اور نام پر لکھوایئے
آپ کے جی میں جو آئے وہ اٹھالے جایئے
آپ کو اس بات کی شاید نہیں کوئی خبر
آپ کے کھیسے پہ ہے کنٹین والے کی نظر
آپ کی خدمت میں مضمر اس کا ہے اپنا مفاد
ہاں اسی کے واسطے وہ آپ کو رکھتا ہے یاد
اس نے جو ساماں سجا رکھا ہے وہ اک جال ہے
شان سے کہتا ہے "یہ سب آپ ہی کا مال ہے"
نقد لیں تنخواہ اور کنٹین سے کھائیں ادھار
مال کھائیں آپ اور کنٹین والا لے ڈکار

قرض کی حاصل سہولت ہے تو یہ بھی داؤ ہے
ایسی صورت میں سراسر اونچا اس کا بھاؤ ہے
ٹوتھ برش، ٹوتھ پیسٹ، کنگھی، تیل، شیشہ، تولیہ
آدمی کو لینے کا لاحق ہو مالیخولیہ
بوٹ پالش، ٹارچ، سیل، رومال اور بنیان بھی
الغرض رہتا ہے کتنی چیزوں کا ارمان بھی
آدمی کی ہر ضرورت پوری ہو سکتی نہیں
اس جہاں میں کوئی حسرت پوری ہو سکتی نہیں
نقد کیوں لیتے نہیں جو چیز بھی درکار ہے
یہ خریداری کا آخر کیا طریقِ کار ہے
ہوتے ہوتے آپ کے سر چڑھتی جاتی ہے رقم
رفتہ رفتہ بے خبر ہی، بڑھتی جاتی ہے رقم
کھاتے میں لکھتے ہوئے ہو جائیں دو سے چار بھی
آپ بھی مجبور ہیں مجبور ٹھیکیدار بھی
آدھی تنخواہ آپ دے دیتے ہیں ٹھیکیدار کو
بھول کیوں جاتے ہیں یوں ماں باپ کو گھر بار کو
آپ ثابت کر دکھائیں خود کو اے والا گہر
اچھا شوہر، اچھا بھائی، اچھا باپ، اچھا پسر

دام جس کی جیب میں ہیں اس کا بیڑا پار ہے
جیب ہو خالی تو یارو کون کس کا یار ہے؟

گھر میں ہے فاقہ تو ہو پر آپ گلچھرے اڑائیں
جھوٹی شہرت کیلئے ہر روز دیوالی منائیں

آپ ہو سکتے ہیں بعض اوقات کچھ بدنام بھی
آپ! پر آئے گا یوں اسراف کا الزام بھی

گانٹھ کے پکے اگر ہوں آپ تو کچھ غم نہ ہو
آپ برخوردار ہوں اچھے تو دیدہ نم نہ ہو

پہلی کو کر لے وہ ہم سے 'آپ سے پیسے وصول
سوچتے رہ جائیں ہم ہیں آدمی کتنے فضول!

آپ کا پیسہ جو تھا وہ اب کسی کا ہو گیا
جیب خالی ہو گئی افسوس یہ کیا ہو گیا

مسرفوں کا ہر زمانے میں یہی انجام ہو
منہ چھپاتے پھرتے ہیں جب زندگی ناکام ہو

☆☆☆

ٹی بار

پُوچھا ٹھیکے دار سے اِک دن میاں اتنا بتا

تیرے کھاتے میں بھلا چائے کی ہے تعریف کیا

سوچ کر بولا کہ چائے گرم ہونی چاہیے

ٹھیک بالکل، سرد ہو تو شرم ہونی چاہیے

چائے میٹھی ہو نہ ہو، اس کا زیادہ غم نہیں

ہاں اگر ہو ٹھنڈی تو پھر۔۔ تم نہیں یا ہم نہیں

گرم ہو گرمی میں بھی اور گرم تر سردی میں ہو

چاہے "پی ٹی کٹ" میں ہو اور چاہے توردی میں ہو

چائے کی تعریف یہ بھی ہے خیال افروز ہو

سر بسر لبریز ہو، لب سوز ہو، لب دوز ہو

ٹھنڈی چائے پی کے ہم دے لیتے ہیں خود کو سزا
اور مجبوراً کریں ہم نقد جرمانہ ادا
ٹھنڈی چائے پینے پلوانے میں کوئی تُک ہے کیا!
یُونہی پیسے نام پر لکھنے کو کھاتا بُک ہے کیا!
سپرٹ اور مکس ہیں دو چائے کی قسمیں ندیم
تیسری ہے "ٹونٹی والی" صورتِ ضربِ کلیم
چوتھی ہے "اسٹرانگ" چائے رائج اکثر بیشتر
خُوب جو دل پر چلائے تیکھے تیکھے نیشتر
افسروں اور بابوؤں کا دفتری ماحول ہے
چائے ان کے کارخانوں کیلئے پٹرول ہے
وہ تو اس میں الجھنیں تحلیل کرتے ہیں کئی
کرتے ہیں تشکیل اپنے من کی دنیا بھی نئی
ہاں صحافی کیلئے تو چائے ہے آبِ حیات
سوجھتی کوئی بغیر اس کے نہیں دانش کی بات
کافی کو بھی یوں سمجھ لیں چائے کی اولاد ہے
اور قہوہ بھی اسی مہوش کا مادر زاد ہے
دے کے آرڈر چائے کا ہم گھنٹوں کھینچیں انتظار
میہماں جب جاچکے تب لے کے آئے ٹھیکیدار

فوجیوں کو ملتی ہے دو وقت چائے لازماً
کیا ضروری ہے پئیں کنٹین سے بھی قیمتاً
کیا ضروری ہے کہ ساتھی میہمان بن کر کہے
چائے پلواؤ وگرنہ دوستی سے ہم رہے
چائے پی کنٹین میں دو دوستوں نے وقتِ شام
لکھ گئے جاتے ہوئے دونوں کہ "لکھنا میرے نام"
چائے والے نے برابر حکم کی تعمیل کی
چائے کی تھی جو رقم دونوں کے کھاتے ہیں لکھی
اس طرح دن بھر رہے چائے کا جاری سلسلہ
خیر سے کھاتے کا بھی ہو جائے بھاری سلسلہ
اس طرح دن رات کھاتے کی رقم بڑھتی رہے
قرض کی آفت برابر اپنے سر چڑھتی رہے
پہلی کو میزان ہو تو جان ہی جانے لگے
بل ادا کر دیجئے سب لوگ سمجھانے لگے

☆☆☆

انسپکشن

انسپیکشن کا طوفان آنے کو ہے کتنے ہفتوں رہی گشت پر یہ خبر
فکر میں سب کے چہرے لٹکتے گئے دھڑکنیں دل کی ہوتی گئیں تیز تر
غم کی پرزور لہریں اُچھلنے لگیں، دن گزرنے لگے، شامیں ڈھلنے لگیں
مستعدی کی شمشیریں چلنے لگیں دوڑتے بھاگتے سب ادھر سے اُدھر
اس خبر سے بپا زلزلہ ہو گیا، دل میں خدشہ انوکھا بپا ہو گیا
جانچنے کو ہمیں ایک اک پہلو سے، آسمانی فرشتے بھی آئے اُتر
یہ نمائندے ڈیو ہیڈ کوارٹر کے تھے، این سی او کے بھی انداز افسر کے تھے
ڈھونڈنے لگ پڑے جو تھیں کوتاہیاں، کر دیا سارا سامان زیر و زبر
لوگ دیوار و دَر کو سجاتے رہے، روز و شب خوں پسینہ بہاتے رہے

اپنے پٹ ہول سارے چھپاتے رہے تا کہ تنکے نہ شہتیر آئیں نظر
تیز رفتار جاری تھیں تیاریاں ' دُور کرنے لگے ساری بیماریاں
رُوپ پھل میں مرصع تھیں فنکاریاں' تا کہ کھاتے رہے بے ضرر سر بسر
کتنی چیزیں پڑوسی سے لائی گئیں' لا کے میزاں میں پوری دکھائی گئیں
کتنی تلواریں چوبی چلائی گئیں کہ کہیں سر سے پانی نہ جائے گزر
ہو گئی پوری جب ساری خانہ پری' خوب جانچی گئی سب کی کاریگری
جو تھا مخفی وہ سب رونما ہو گیا' سب مزا کر کرا ہو گیا سر بسر
یہ قیامت ٹلے تو ٹلے کسی طرح ؟ کوئی حکمت چلے تو چلے کس طرح
کوئی تدبیر کیجے ولے کس طرح ؟ سب پہ الٹا پڑے گا وگرنہ اثر
پھر ہوا ایک جشن ضیافت بپا' جملہ چیزوں میں مرغِ مسلم بھی تھا
اس تواضع نے رنگ اپنا دکھلا دیا' ٹل گیا سارا طوفانِ خوف و خطر
مطمئن دونوں تھے میزباں' میہماں' نکتہ آرائیاں سب ہوئیں پر فشاں
روکھے پن کی ہوئی ختم سب داستاں' چہروں پہ رونقیں آگئیں تازہ تر
باتیں مانی گئیں اکثر و بیشتر ' سب بدل سے گئے نقطہ ہائے نظر
بخت کا تارہ یکدم گیا اوج پر' نسخہ ثابت ہوا یہ بہت کارگر

☆☆☆

جواب خط

اے مرے محبوب کل ہی تیرا لیٹر ہے ملا
یوں لگا شکووں سے جیسے میں شکارِ برسٹ ہوں
غیر کی افواہوں پر تم مجھ سے بد ظن ہو گئے
میں سراپا آرزو ہوں ' امتحاں ہوں ' ٹسٹ ہوں
جس کسی نے مجھ کو ہے ان پڑھ کہا' پاگل ہے وہ
میپ ریڈنگ فرسٹ 'انگلش فرسٹ 'رومن فرسٹ ہوں
تیری ہی خواہش کے باعث میں مجاہد ہوں بنا
تو نے کس منہ سے کہا"میں میہماں ہوں گیسٹ ہوں"

نوجواں بانکا چھبیلا ہوں ' جیالہ ہوں جری

قابل صدر شک ہے قامت 'کشادہ چست ہوں

نوکری پکی ہے میری لوں گا پنشن بھی ضرور

میری جاں کچھ غم نہ کھا کرتا یہی ریکوئسٹ ہوں

میری شہرت فوج میں ہے چاند ماری کے طفیل

میں نشانہ بازی کے ہر معرکے میں فرسٹ ہوں

نقشہ بینی میں مہارت کا نہیں میرا جواب

میں گوریلا ہوں بلا کا 'کھوج میں بھی فرسٹ ہوں

پائے ہیں اعزاز کتنے جنگ جوئی کے سبب

اور میں تیرے لیے گویا طلائی کریسٹ ہوں

میری اے سی آر ہے اس بات کا روشن ثبوت

میں مجاہد پہلے نمبر کا ہوں سب سے بسٹ ہوں

تجھ کو پانا تو یقیناً معرکہ ہے اک بڑا

میں یہ سمجھوں گا کہ جیسے فاتحِ ایورسٹ ہوں ۔

☆☆☆

ہسپتال میں داخلہ

صبح گھر تھے، شام پہنچے ہسپتال
یوں ہوا یارو ہمارا انتقال

پالکی میں ڈال کر لائے عزیز
وہ بھی تھے افسردہ، ہم بھی پُر ملال

اس سفر میں ہو گئے ہم منجمد
سرد لہروں نے دیا کس بل نکال

یعنی سی ایم ایچ مری میں آ گئے
داخلے کا جب ہوا پیدا سوال

جاتے ہی گرد ہو گئے منکر نکیر
خوب سے کی پوچھ گچھ اور دیکھ بھال

ڈاکٹر نے رکھ کے چھاتی پر مشین
کر لیا معلوم کچھ اندر کا حال
نبض کی رفتار بھی جانچی گئی
" بی پی " کا دیکھا گیا پھر اشتعال
"ای سی جی" کی کچھ لکیریں یوں کھنچیں
فاش سارا کر دیا سینے کا حال
عارضہ افشارِ خوں ہے اور دَمہ
خوں کی شریانوں کا بھی پتلا ہے حال
ڈاکٹر کی خوش کلامی کے طفیل
ہو رہی ہے میری صحت اَب بحال
خُوب سے ہے خوب تر نر سنگ سٹاف
رکھتے ہیں بے حد مریضوں کا خیال
مُسکراہٹ نرس کی ہے دِل فریب
مُردہ تن میں دے وہ تازہ جان ڈال
اس کی پیاری پیاری ' کومل گفتگو
تیز کر دیتی ہے ہارے دل کی چال
پہلے وہ مُٹھی میں لے قلبِ مریض
بعد ناپے تولے کچھ دھڑکن کا حال

وقت پر پائیں غذا سارے مریض
قائم اس میں رکھیں ، حدِ اعتدال

مرغ ، انڈے ، دودھ ، بسکٹ ، جام ، پھل
کھانے کو ملتا ہے کیا کیا عمدہ مال

گو کہ ہر شے ہے نہایت ہی لذیذ
پر نہیں بھولیں گے ہم لنگر کی دال

لوگ کہتے ہیں تو کہتے ہوں گے ٹھیک
گال ہوتے جارہے ہیں اپنے لال

چارہ گر کا جب بڑھا حُسنِ سلوک
بدلا سَب کا رُوپ ، رونق ، چال ڈھال

قوم کا ہے نرم بستر پُر فریب
نیند کی آغوش میں دیتا ہے ڈال

بہرِ صحت گو دَوا ہے لازمی
پر یہ سب امن و سکوں کا ہے کمال

ڈاکٹر لڑ لڑ کے گویا موت سے
زندگی خطرے سے دیتے ہیں نکال

دُکھ بدلتے رہتے ہیں سُکھ چین سے
غمزدوں کو کرتے ہیں آسودہ حال

درد کا درماں کریں پیہم تلاش
زخموں کا ہو جائے ممکن اندمال
خدمت بیمار پر مامور لوگ
ہیں فرشتے خوش خصال و باکمال
چارہ گر کی زندگی کا ایک پل
دوسروں کی خدمتوں کے ساٹھ سال
تیری ہی رحمت سے ملتی ہے شفا
یا الٰہی ! تو ہی بیماری کو ٹال
تیری رحمت پر ہے ہر شے کا وجود
رحم فرما اے خدائے ذوالجلال !!

☆☆☆

نرس

شفا خانے کے خُلد کی حور ہے
مریضوں کی خدمت پہ ماموُر ہے
سبھی لوگ کہتے ہیں سسٹر اسے
بہن جانتے ہیں برادر اسے

تنو مند و پُر جوش رہتی ہے یہ
خوش اندام و خوش پوش رہتی ہے یہ
مریضوں کو بہلانا ہے اس کا کام
دوا لا کے پلوانا ہے اس کا کام
یہ لفظوں کی بنسی بجاتی رہے
شب و روز ہنستی ہنساتی رہے
یہ دکھیوں کے دکھ دُور کرتی رہے
لطیفوں سے مسرور کرتی رہے
یہ مایوس کی آس، اُمید ہے
یہ صحت کے مضموں کی تمہید ہے
یہ جب زیرِ لب مسکرا دیتی ہے
تو دیوارِ گریہ گرا دیتی ہے
تبسم کا پرچم اُڑاتی ہے یہ
تھکے ماندوں کا جی لبھاتی ہے یہ
شفاخانے کی رُوح ہے، جان ہے
یہ پیشے کا ارمان ہے، شان ہے
نظر اس کی پیہم ہے جادو اثر
شبِ غم میں پھیلائے نورِ سحر

کبھی زیرِ لب گنگنانے لگے
کبھی چٹکی سے گدگدانے لگے
مروّت میں، الطاف میں فرد ہے
مریضوں کی حددرجہ ہمدرد ہے
مریضوں کے بستر لگاتی ہے یہ
انہیں پھر بٹھاتی، لٹاتی ہے یہ
شفا خانے کی رونقیں اس سے ہیں
بہم دلربا جلوتیں اس سے ہیں
دوا سے زیادہ مسیحا، کلام
معاً گرنے والوں کو لیتی ہے تھام
سکون بخش دے نرم گفتار سے
یہ دل جیت لے حُسنِ کردار سے
یہ پیشے کی حرمت کا پرچم، حسیں
یہ زخموں پہ اُلفت کا مرہم، حسیں
نہایت انوکھی معالج ہے یہ
عجب خیر خواہی کا کالج ہے یہ

☆☆☆

کیلنڈر

وہی ہوا جس کا ڈر
حملہ ہو گیا دفتر پر
پڑی مصیبت اپنے سر
جان چھڑائیں اب کیوں کر
چھپ کر آ گیا کیلنڈر

قبل اس کے تھا شور بپا
ایک ہی شے کا تھا چرچا
بات مری "سر" یاد ہے کیا؟
پوچھتے تھے سب آ کر آ کر
کب آئے گا کیلنڈر؟

بیسیوں آتے ٹیلی فون
واحد تھا سب کا مضمون
میں ہوں گا بے حد ممنون
ہیلو! جنابِ عالی، سرَ
لینے ہیں کچھ کیلنڈر

کیوں جی، بات چھُپاتے ہو؟
کیوں سر جی ترسَاتے ہو؟
مفُت کی قسمیں کھاتے ہو
چرچا ہے اِس کا گھر گھر
آ گیا آ گیا کیلنڈر

ہو پوری ڈیمانڈ اگر
کھلواؤں گا میں برَگر
ایک؟ کروں گا کیا لے کر؟
دس بارہ درکار ہیں سرَ
جب بھی آئیں کیلنڈر

سن کے دوڑا نتھو خان
بھاگا للو پھتو خان
قاصد، مالی، بابو خان
آئے ڈرائیور اور فٹر
لینے اپنے کیلانڈر

دفتر پہ چڑھ دوڑے لوگ
یوں جیسے ہوں گھوڑے لوگ
اتنے لمبے چوڑے لوگ
بند کرو یارو دفتر
باندھ کے رکھ دو کیلانڈر

خلقت باہر، اندر کی
خشکی اور سمندر کی
دیوانی کیلانڈر کی
اڑتی ہے بے بال و پر
سالے جاتے تھے [illegible]

حیراں ہیں کس کس کو دیں
اتنے کہاں جس تس کو دیں
اُس کو دیں یا اِس کو دیں
خوش رکھیں سب کو کیوں کر ؟
کہاں سے لائیں کیلنڈر ؟

تجھ تو یہ سرکاری ہے
پھر کیوں جانب داری ہے
اچھی آپ سے یاری ہے
چل کے آئے آپ کے گھر
دلوائیں کچھ کیلنڈر

اپنے ہیں کچھ بیلی یار
بے شک وہ بھی ہیں حقدار
کم سے کم لیں گے دو چار
ورد انہیں ہے یہ اَزبر
لاؤ لاؤ کیلنڈر

روٹھا ہے رمضانی بھی
ناداں ہے خاقانی بھی
برہم گھر کی رانی بھی
پھوڑتی پھرتی ہے جو سر
لانا لانا کیلنڈر

ٹھٹھے بڑی سرکار ہوئی
ناحق ہی تکرار ہوئی
صورت حال آزار ہوئی
مفت دکھا کے کروفر
لے نئی کتنے کیلنڈر

رعب بھی دکھلائیں کچھ لوگ
جو ہوتے ہیں خالی پھوک
لایعنی ہے ان کا بک
اے بندے تو رب سے ڈر
کیا کر دے گا کیلنڈر

اپنے لیے جو رکھا تھا
وہ بھی دشمن لے بھاگا
بابو تھام کے دل بیٹھا
باقی ہے اب "ربڑ" کا
ختم ہوا یوں کیلنڈر

اب بھی سوالی آتے ہیں
آکر خالی جاتے ہیں
آخر کو پچھتاتے ہیں
چلنے نہ کوئی چھو منتر
ہائے رے ہائے کیلنڈر!

☆☆☆

کیلنڈر چاہیے

کہتے ہیں جس کو کیلنڈر ایک بیماری ہے یہ
حق کو کوئی حق نہ مانے' ایک دشواری ہے یہ
مفت میں ہاتھ آنے والی چیز سرکاری ہے یہ

ساری مخلوقات کو یہ حق برابر چاہیے
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

روز آئیں کتنے قاصد' کتنے ٹیلیفون بھی
آرزو واحد ہے سب کی' ایک ہے مضمون بھی
مغز بھی چاٹیں بہت' کھولائیں تن کا خون بھی
"یاد ہے کیا چیز ہم کو بندہ پرور چاہیے؟"
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

یار لوگوں کو نہیں کچھ اور شاید کام کاج
مبتلا ہیں اس مرض میں جو ہے یکسر لاعلاج
جب سے کیلنڈر کی چاہت کا پڑا ہے یاں رواج
تشنگی دل کی بجھانے کو سمندر چاہیے
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

مانگنے والی ہے مخلوقات اپنی گونا گوں
کہیے میں کس کس کو ٹالوں' کہیے میں کس کس کو دوں
پاس میرے جب کیلنڈر ہی نہ ہو تو کیا کروں

ان کو سمجھانے کی خاطر ایک دفتر چاہیے
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

مانگنے والے کی ہوتی ہے خودی اکثر ضعیف
دینے والے کو بھی ہونا پڑتا ہے بے حد خفیف
مانگنے والا گدا ہے چاہے ہو مردِ شریف
مانگنے والے کو تو حصہ سراسر چاہیے
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

یار لوگوں نے ہمارا ناک میں دَم کر دیا
خود ہوئے برہم ہمیں بھی ساتھ برہم کر دیا
ہم نے بھی آخر سرِ تسلیم کو خم کر دیا
اُن کو ہے پھر بھی یہ ضِد تحفہ برابر چاہیے
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

کرتے ہیں دفتر میں آ آکر کلنڈر کی تلاش
گفتگو بیزاری میں ہوتی ہے ان کی دلخراش
ہو کے جب ناکام لوٹیں ہو بہو ہوں جیسے لاش

لے چکے ہیں پہلے بھی لیکن مکرر چاہیے
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

کہتے ہیں " اچھا کیا ہے دوستی کا حق ادا
"روکھا پھیکا یہ رویہ؟ آپ سے سمجھے خدا"
"اک کیلنڈر کیلئے ہے کر دیا ہم کو جُدا
سوچئے تو کچھ رویہ اس سے بہتر چاہیے"
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

یہ کیلنڈر بھی ہے دنیا کی انوکھی ایک شے
ہم یہ کہتے ہیں "نہیں ہے" وہ یہ کہتے ہیں کہ "ہے"
اس طرح جھگڑا کسی صورت نہ ہونے پائے طے
فیصلہ کرنے کو اک منصف مچھندر چاہیے
جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے کیلنڈر چاہیے

☆☆☆

یہ اے سی آر کے دن ہیں

سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں
یہ کچھ شبہات کے دن ہیں، یہ تھانیدار کے دن ہیں
یہ جھوٹے اور بے بنیاد سے اخبار کے دن ہیں
یہ آخر سال ہے احوال کے اظہار کے دن ہیں
رہو تم دست بستہ مخفی استفسار کے دن ہیں
سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں

جو پہلے جانتے ہیں تم کو وہ اب پھر سے جانیں گے
تمہارے زاویے ماپیں گے اور کھینچیں گے تانیں گے
جنوں کی چھلنی میں تم کو بہت باریک چھانیں گے
یقیں گر آبھی جائے تو بہت مشکل سے مانیں گے
ضرورت ڈھال کی ہے اک اچانک وار کے دن ہیں
سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں

تمہیں ہر پہلو سے یکدم تمہارا باس دیکھے گا
تمہیں اپنے فرائض کا ہے کتنا پاس دیکھے گا

حقیقت کا تمہیں ہے کس قدر احساس دیکھے گا

مروت میں کہاں تک ہوتے ہو تم پاس، دیکھے گا

سپاہی کے مقدر کیلئے سالار کے دن ہیں

سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں

تمہارے ظاہری اور باطنی احوال جانچیں گے

تمہارے سب کے سب اقوال اور اعمال جانچیں گے

تمہاری ہر روش کردار اور افعال جانچیں گے

تمہاری نبض ماضی، حال و استقبال جانچیں گے

یقیں مانو یہ گردن توڑ گردن مار کے دن ہیں

سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں

حدود اربعہ تمہارا اور شرق و غرب دیکھیں گے

تمہارے صبر کا پیمانہ، رقصِ کرب دیکھیں گے

تمہاری گفتگو، آداب، اکل و شرب دیکھیں گے

لگا کر ایک شمشیر قلم کی ضرب دیکھیں گے

یہ حسن قول کے اے یار حسنِ کار کے دن ہیں

سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں

نہیں کوئی بھی گنجائش مسائل اختلافی کی

نکالو ہو سکے تو کوئی صورت کچھ معافی کی

یہاں بھی نوبت آ جاتی ہے گویا اک صحافی کی
انوکھی فقرہ بندی کی ' عجب پیرا گرافی کی
گلوں سے دوستی رکھنا یہ نوکِ خار کے دن ہیں ...
سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں
کہیں ایسا نہ ہو کہ نوکری بیکار ہو جائے
کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگی دشوار ہو جائے
کہیں ایسا نہ ہو کہ جیت میں بھی ہار ہو جائے
اٹھاؤ تم قدم ایسا کہ بیڑہ پار ہو جائے
یہ دن دربار کے دن ہیں' یہ دن دیدار کے دن ہیں
سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں
مگر یہ بات طے ہے "مرضیٔ مولیٰ ہمہ اُولیٰ"
بہت سے لوگوں کو حاصل ہے اس فن میں یدِ طولیٰ
ہے سب کچھ ٹھیک' وہ جملہ مگر لکھنا نہیں بُھولا
بجائے گھوڑے کے چڑھ جائے ہاتھی پر میاں دُولہا
یہ کس معیار کے دن ہیں؟ یہ کس پندار کے دن ہیں
سنو اے دوستو یارو یہ اے سی آر کے دن ہیں

☆☆☆

فوجی کمانڈر چھٹی پر

میرے گھر والو سنو، میں آپ کا ارمان ہوں
میزباں ہیں آپ اور میں آپ کا مہمان ہوں
فوج کا چن ماہی ہوں، ماہر قواعد دان ہوں
فوجی نظم و ضبط کی میں آبرو ہوں شان ہوں
آپ سب پلٹن ہیں میری، میں سپہ سالار ہوں
آٹو میٹک کام کرتا ہوں بڑا فنکار ہوں

آج سے میں ہوں کمانڈر، آپ ہیں زیرِ کمان
آج سے فوجی ڈسپلن ہو گا لاگو، مہربان
حکم میرا سُننا ہو گا کھول کر دل اور کان
حکم کی تعمیل میں کوئی نہ سمجھے کسرِ شان
آپ کا حاکم رہوں گا عارضی دو ماہ تک
اک قدم آگے نکل کر پوچھ لے ہو جس کو شک

فوج کے قانون میں ہر کار خانہ ہے پریڈ
کھیت میں ہل جوتنا ' ڈنگر چرانا ہے پریڈ
دور سے جا کر گھڑوں میں پانی لانا ہے پریڈ
اور گوبر سر پہ لے جا کر گرانا ہے پریڈ
وقت پہ سب کو سُلانا اور جگانا ہے پریڈ
رو پڑے ننھا تو گودی میں اٹھانا ہے پریڈ

ناشتہ ہو ' کھانا ہو ' تیار ہو گا وقت پر
طے شدہ راشن پہ کرنا ہو گی ہم سب کو گزر
ہو گی پھر تقسیم پر اس کی توجہ کی نظر
ہیرا پھیری اس میں ہو کوئی ' نہ ہو زیروزبر
فوجی نظم و ضبط کی پابندی سب پہ فرض ہے
فرض سب مل کر نبھائیں گے بس اتنی عرض ہے

الغرض روزانہ ہو گی پی ٹی بھی اور پریڈ بھی
کھیل کے میدان میں ہو گی [illegible] بھی
ہو سکے سے لیں گے اکثر ہم ضروری ایڈ بھی
بیچ، دشمن پہ [illegible] کر ریڈ بھی

اپنے اپنے کام میں چتکی و چستی چاہیے

میپ ریڈنگ کے مسائل میں درُستی چاہیے

غور سے رکھیں گے سب گھر کی صفائی کا خیال

وردیوں کی چاق چوبندی ' دھلائی کا خیال

دودھ کا ' مکھن کا ' لسی کا ' ملائی کا خیال

دل میں آنے پائے نہ ہرگز لڑائی کا خیال

اک ذرا لغزش پہ تم بھگتو گے پٹھو کی سزا

ارتکابِ جرم پہ خطرہ رہے " آر۔آئی " کا

سرحدوں کی پاسبانی بھی رہے پیشِ نظر

اپنے گرد و پیش کی رکھیں بہر صورت خبر

صاف ہوں ہتھیار سارے اور نشانہ کارگر

غیر کی خفیہ سکیمیں جانچیے شام و سحر

مرغی ہمسائی کی جب گھس آئے سرحد پار سے

بچ کے وہ جانے نہ پائے سنتری کے وار سے

کھول دے کوئی پڑوسی اک محاذِ جنگ اگر
باتوں کا اس پر گرانا فیر فوری ' کارگر
خُوب صلواتیں سُنانا اس کو باصد کرّوفر
مورچے میں تاکہ وہ چھپ جائے قصہ مختصر
اس سے تقریری کلاشنکوف سے کرنا جہاد
تاکہ اس کو ناگہاں آجائے پرنانی کی یاد

چھٹی سے جاؤں گا بیگم تم کو میں دے کر کمان
تاکہ تم قائم رکھو گھر بار میں امن و امان
ساتھ لے جاؤں گا اپنی افسری کا پان دان
سال بھر کے بعد پھر آؤں گا لینے امتحان
رکھو گی ہر مورچے کا ' ہر پکٹ کا یوں خیال
تاکہ ہر دشمن تمہارے آگے دے ہتھیار ڈال

☆☆☆

آؤ قوالی کریں

آؤ بہرِ امن ' حرب و ضرب ٹکسالی کریں
آؤ پھر قربانیاں کچھ جانی و مالی کریں
آؤ ماریں معرکے ' پرچم کو اور عالی کریں
دوستو خاموش ہو کیوں ؟ آؤ قوالی کریں
خوش رہیں اور شان سے کشور کی رکھوالی کریں

دشمنوں کے پاس گرچہ اسلحے کے ڈھیر ہیں
پھر بھی چہرے زرد ہیں اور دل میں غم کے گھیر ہیں
"اسلحہ والے" ہیں خائف اور نہتے "شیر ہیں
آؤ دشمن کی طرف بندوق کی نالی کریں
ساتھیو خاموش ہو کیوں آؤ قوالی کریں

آبدوزیں ایٹمی بھی آگئیں میدان میں
اور بھی موجیں اٹھی ہیں خوف کے طوفان میں
چین سے محروم ہے مخلوق کفرستان میں
سوچتے ہیں سرحدی دیہات کب خالی کریں
ساتھیو خاموش ہو کیوں آؤ قوالی کریں

ہم سے آپائے دلیری، یہ کبھی ممکن نہیں
لومڑوں میں آئے شیری، یہ کبھی ممکن نہیں
چھوڑ دیں وہ ہیرا پھیری، یہ کبھی ممکن نہیں
اس خوشی میں تیز اپنی تال اور تالی کریں
ساتھیو خاموش ہو کیوں آؤ قوالی کریں

یاد ہے وہ ابنِ قاسم کی تنی تلوار کیا ؟
یاد ہے وہ بُت شکن محمود کی یلغار کیا ؟
یاد ہے وہ اُن کو عالمگیر کی للکار کیا ؟
چلیئے ہم بھی خود کو احمد شاہ ابدالی کریں
ساتھیو خاموش ہو کیوں آؤ قوالی کریں

اسلحہ بھی کم ہے اپنا، نفری بھی لاریب کم
دونوں میں سے ایک کا بھی کچھ نہیں واللہ غم
جراُتوں سے عسکری تاریخ ہوتی ہے رقم
آؤ ماریں معرکے پرچم کو اور عالی کریں
ساتھیو خاموش ہو کیوں آؤ قوالی کریں

اپنا تو اللہ، نبیؐ، قرآن پر ایمان ہے
راہِ دیں میں سب لٹادو مال ہے یا جان ہے
نُصرتِ حق پر یقیں اپنا سرو سامان ہے
میگزیں روندوں کی آؤ پے بہ پے خالی کریں
ساتھیو خاموش ہو کیوں آؤ قوالی کریں

تم حوالہ جس کا دیتے ہو وہ قصہ اور تھا
یوں سمجھ لو اپنا اِک گھٹنا بہت کمزور تھا
سر پھرا، مُنہ زور اور بے باک گھر کا چور تھا
اس غلط فہمی سے کافر ذہن کو خالی کریں
ساتھیو خاموش ہو کیوں آؤ قوالی کریں

دُشمنوں کا ہے دفاعی خرچ اٹھارہ ارب
دیکھئے وہ ہم کو۔۔۔ دکھلانے لگے بحرِ عرب
اور سُن لو۔۔۔ وہ ہمیں کرنے لگے دِلّی طلب
آؤ پھر سے ہم بھی اپنی ضرب ٹکسالی کریں
ساتھیو خاموش ہو۔ کیوں آؤ قوالی کریں

اسلحہ جو پاس اُن کے ہے، ہمارا کیا نہیں ؟
ہم نے اُن سے چھین کر انہی کو مارا کیا نہیں ؟
ان کو اکثر ہم نے شیشے میں اُتارا کیا نہیں ؟
پاس کچھ ہے یا نہیں ہے، بات دل والی کریں
آؤ قوالی کریں ہم ؛ آؤ قوالی کریں

بھاگ جائے رَن سے دُشمن اپنے جوتے چھوڑ کر
بھاگے تو ہر گز نہ دیکھے پیچھے کو منہ موڑ کر
کہتا ہے ہم کو نہ چھیڑو ہاتھ دونوں جوڑ کر
نعرۂ تکبیر سے ہر روز ریوالی کریں
آؤ قوالی کریں، ہم آؤ قوالی کریں

خود تو ایٹم بم بنائیں جنگ جو ہم کو کہیں
اِن کو ہے جب غم ہمارا، کیسے ہم بے غم رہیں
رَن میں دیکھا جائے گا جذبات میں ہم کیوں بہیں
گولیوں کے رقص پُر جوش قوالی کریں
خوش رہیں اور شان سے کشور کی رکھوالی کریں

اپنی قوّت نعرۂ تکبیر ہے، دم خم یہی !
آبدوز اپنی یہی ہے، اپنا ایٹم بم یہی
دُشمنانِ دیں کو ہے ہر غم سے بھاری غم یہی
مجرموں کو دے کے پھینٹی پل میں اقبالی کریں
آؤ قوالی کریں، ہم آؤ قوالی کریں

☆☆☆

ایٹمی جنگ

اب تو ہونی ہے ایٹمی اک جنگ
اب اڑیں گے تمام لوگ اک سنگ
اب کہاں وہ پرانے تیر تفنگ
اب تو جوہر کا زور پہ ہے رنگ
مٹنے والا ہے اب تو کرۂ خاک
آرہا ہے کبھی کا یہ آہنگ
اک ذرا پہل جس نے کر ڈالی
دیکھنا پھر ہلاکتوں کے رنگ

دیکھنے کی بھی کم ہے گنجائش
جل چکے گا جو سب کا ایک ایک اَنگ
کوئی سمجھے گا کیا کسی کی بات
دام سارے زمیں کے ہیں ہم رنگ
بات تجدید کی بھی جاری ہے
ساتھ تجدید کا بھی ہے آہنگ
لب پہ امن و اماں کا نعرہ بھی
دل میں جنگ وجدل کا بھی آہنگ
بات ٹالے سے ٹل نہیں سکتی
جوہری سارے آپ بھی ہیں دنگ
مرنے اور مارنے کا ہے ساماں
موت ہے زندگی سے دو فرسنگ
آدمی آدمی کا ہے دشمن
آدمی سے ہے محوِ جنگ
لوگ لڑ مر رہے ہیں آپس میں
فیصلہ ان کا خود کرے گی جنگ
کوئی بچ کر نہ جا سکے گا کہیں
روس ، امریکہ ، چین یا افرنگ

آدمی ٹنڈ منڈ پڑے ہوں گے
کون دیکھے گا حشر کا نیرنگ
موت کا کام ہو گیا آساں
جینے سے لوگ آ گئے ہیں تنگ
امن تکتا رہے گا منہُ اپنا
کام سب کر ہی جائے گی اِک جنگ
دیکھ کر یہ خیال ' آدم کا
آپ پیکِ اجل پھرے ہے دنگ
خیر سرَ کو چھپائے پھرتی ہے
شر اُٹھائے پھرے ہے بھاری سنگ
کتنا طرفہ ہے آگ کا یہ کھیل
کھیل اس سے نہیں ہے کوئی دبنگ
یہ لڑائی تو خیر و شر کی ہے
خیر و شر کا رہا ہے گہرا سنگ
یہ تماشا ازل سے ہے جاری
یہ تماشا بڑا ہی ہے بد رنگ
یہ قیامت سے کچھ ہی کم ہو گی
امن کے رُخ کا اڑ گیا ہے رنگ

یہ دھماکا بس ایک دم ہو گا

سب ہیں تیار ساز و ساماں ڈھنگ

یہ بھی اک مستقل سا نشہ ہے

تم ہیروئن کہو اِسے یا بھنگ

سارے آثار اب تو ہیں ظاہر

چھُپ نہیں سکتی کھنگ . کھرک اور جنگ

اک نشہ تو پریم کا بھی ہے

اس کا کمزور کیوں ہوا آہنگ

اک یہی شے بڑی تھی عالم میں

اس کو بھی ہو گیا ہے اب ارژنگ

راکھ کے ڈھیر ہوں گے ہر جانب

قصر و ایوان ' تاجِ سر ' اورنگ

کوئی جائے پناہ کہاں ہو گی

جیسا بھی ہو گا ' ہو گا وجہِ ننگ

جیت ابلیس کی یا انساں کی

آپ انساں کرے گا برپا جنگ

آؤ یا مر مٹیں تمام اک ساتھ

آؤ یا پھر جئیں تمام اِک سنگ

مارتے ہیں قوی نحیفوں کو

یہ بھی دنیا کا ہے انوکھا رنگ

آگ پھر اک اُدھر بھی ہے تیار

جس میں اُتریں گے سارے اہلِ جنگ

جس کی حدّت کئی گنا ہو گی

جس کا ایندھن ہیں آدمی اور سنگ

بعد اس کے ہے ایک یومِ حساب

سب کا ہو گا جہاں حسابِ اِک سنگ

خلد آباد کون جائے گا

چند گنتی کے لوگ ہی پاسنگ

آؤ ہم خود سے دوستی کرلیں

آؤ نیکی کا پیدا کر لیں رنگ

بات ٹالے سے ٹل نہیں سکتی

دال یاں کوئی گل نہیں سکتی

☆☆☆

حرف آخر

بیرک نامہ میں جناب افضل تحسین اپنے شاعری کے تمام لوازمات' سوچ اور فکر کے حوالے اور مشاہدے کی رو سے کھل کر ہمارے سامنے آئے ہیں۔ یوں تو فوج کی زندگی سے لاکھوں، کروڑوں لوگ وابستہ رہے یا ہیں لیکن فوج کو اتنا باریکی سے شاید آج تک کسی نے نہ دیکھا ہو۔ یا اگر دیکھا ہے تو اس نے اظہار نہ کیا ہو۔ یا اگر اظہار کیا ہے تو منظوم نہیں ہو گا۔ اس لحاظ سے بیرک نامہ ایک بالکل ہی منفرد لب و لہجہ اور روپ لے کر ہمارے سامنے آیا ہے۔ بیرک نامہ میں مرحوم کی تقریباً اکاون (۵۱) نظمیں میری نظر سے گزری ہیں جن میں سے مختلف عنوانات کے تحت تینتالیس (۴۳) نظمیں شاملِ کتاب ہیں لیکن ان میں لانگری اور لانگری نامہ، ہسپتال میں داخلہ اور نرس، اور کیلنڈر اور کیلنڈر چاہیے میں دو دو نظمیں ایک ایک عنوان کے تحت شامل ہیں۔ یہ چونکہ ایک دوسرے سے نہ صرف بہت حد تک مماثل بلکہ ایک موضوع لیے ہیں۔ لہٰذا ان کو ایک ایک عنوان کے تحت شامل کرنا میں نے بہتر سمجھا۔ مزید پانچ (۵) نظمیں جن میں "ایس ایس جی کے یہ شیر"۔ "جنٹلمین کیڈٹ"۔ "کیڈٹوں کے خواب"۔ "سیلر"۔ اور "ہواباز" ہیں اس بنا پر شامل نہیں کی گئیں کہ "ایس ایس جی کے ہیں یہ شیر" بالکل ہی کمانڈو نظم کی کاپی ہے۔ باقی چار نظمیں چونکہ بیرک میں رہنے والے جوانوں کے متعلق نہیں اس لیے ان کو خارج رکھنے کا حق میں نے اپنے پاس رکھا ہے۔ انشاء اللہ وہ آنے والی کتاب "فوجیات" میں شامل ہوں گی۔ کتاب میں دی گئی تینتالیس (۴۳) نظموں کو موضوعات کے لحاظ سے ہم تین حصوں میں کیٹاگرائز (Catagrize) کر سکتے ہیں۔

پہلا حصہ :۔ بیرک میں رہنے والے جوانوں سے متعلقہ شخصیات جن کو ٹریڈ مین کہا جاتا ہے یا جوان کی خدمات کیلئے مامور ہوتے ہیں ان میں باوردی بھی ہوتے ہیں اور سویلین بھی پر مشتمل ہیں۔ جیسے قاصد، یونٹ کا باربر، یونٹ کا ترکھان، یونٹ کا موچی، یونٹ کا دھوبی، یونٹ کا درزی، فوٹو گرافر اور لانگری ان کو فوج میں Non-Combitant (غیر لڑاکا) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

دوسرا حصہ :۔ اس حصے میں پاک فوج سے تعلق رکھنے والے باوردی جوان شامل ہیں جو امن میں اپنے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں اور جنگ کے دوران میدان جنگ میں کسی نہ کسی حوالے سے شامل ہوتے ہیں۔ بیرک سے متعلق یہ جوان مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت شامل ہیں۔

سپاہی، بیٹ مین، فوجی ڈرائیور، لوہار، ویکل مکینک، ٹیلی فون آپریٹر، ملازی، ایم پی والا، آر پی والا، یونٹ کا سنتری، سرحد کا سنتری، کمانڈو، فرنیچر این سی او، پی ٹی انسٹرکٹر، میس این سی او، کوارٹر ماسٹر حوالدار، حوالدار میجر، جے سی او ایجوٹینٹ، ہیڈ کلرک، ایجوکیشن جے سی او اور صوبیدار میجر۔

تیسرا حصہ:۔ بیرک میں رہنے والے ان جوانوں کے معمولات، واقعات، متعلقات، ضروریات یا سرگرمیاں اس حصہ میں درج ہیں۔ یعنی بھرتی کا پہلا دن، لنگر کی دال، چھٹی کی چٹھی، ٹروپس بس، یونٹ کی کنٹین، ٹی بار، انسپکشن، جواب خط، ہسپتال میں داخلہ۔ نرس، کیلنڈر۔ کیلنڈر چاہیے، یہ اے سی آر کے دن ہیں، فوجی کمانڈر چھٹی پر، آؤ قوالی کریں اور اینٹی جنگ۔ یہ ساری نظمیں جناب افضل تحسین کے نام سے شائع ہوئیں۔ اسی طرح بیرک نامے کے حوالے سے آپ کے دوسرے فرضی ناموں سے بھی بہت سے نظمیں شائع ہوئیں لیکن ان کو کم از کم اس کتاب میں شامل کرنا میں نے ضروری نہیں سمجھا۔ کوشش کی جائے گی کہ وہ آئندہ انہیں فرضی ناموں کے تحت کسی کتاب میں آجائیں۔

بیرک نامہ میں جو مخففات (Abbreviations) استعمال ہوئے ہیں یہ وضاحت طلب الفاظ ہیں ان کے بارے میں مختصراً تشریح کئے دیتا ہوں۔

"پی ٹی"۔ Physical Training (جسمانی تربیت)

"پریڈ"۔ Prade (صف آرائی۔ قواعد)

"ورک"۔ Work (کام)۔

"گھیڈ"۔ کھیل

"مفتی"۔ سفید کپڑے (وردی کے علاوہ جو کپڑے ایک سپاہی پہنتا ہے)۔

"کٹ"۔ Kit (سپاہی کا سامان)۔

"ہٹ"۔ Hit

"ایڈم"۔ Administration (نظم و نسق۔ اہتمام) سال کے بعد تمام سامان کی جانچ پڑتال قواعد کے مطابق کی جاتی ہے۔ اسے ایڈم انسپکشن کہتے ہیں۔

"بی ایم"۔ Brush Master (بی ایم یوں تو Brigade Major اور Batman کو کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں ایک خود ساختہ اصطلاح برش ماسٹر بیٹ مین کیلئے طنز و مزاح کے طور پر استعمال کیا گیا ہے)۔

"بی بریگیڈ"۔ Brush Brigade (یہ لفظ بھی بیٹ مینوں کیلئے اجتماعی طور پر استعمال کیا جاتا ہے)۔

"بیٹ مین"۔اردلی

"ریڈ"۔ Raid(حملہ)۔

"وی ایم" Vehicle Mechanic

"ای ایم ای"۔ Electrical Mechanical Engineering

"ایم پی"۔ Military Police۔

"آر پی"۔ Regimental police

"ایس ایس جی"۔ Special Services Group

"طارق جی"۔ ایس ایس جی کے بریگیڈئر طارق محمود (ٹی ایم) بہت مشہور شخصیت تھے۔اور غالباً آپ کی شہادت بھی فری فال میں ہوئی تھی۔

"این سی او"۔ Non - Commissioned Officer (فوج میں ماتحت افسر جو سپاہی سے ترقی کرتا ہے۔یہ جے سی او (Junior Commissioned Officer) اور سپاہی کے درمیان عہدیدار ہوتا ہے۔

"کیوایم"۔ Quarter Master (فوج کا وہ افسر جو قیام گاہ، لباس، غذا، رسد اور دوسری ضروریات کا ذمہ دار ہوتا ہے)۔

"ٹریلر"۔ Trailer

"ٹو"۔ Tow

"این اے"۔ Not Available (دستیاب نہیں)

"بی پی"۔ Blood Pressure (فشارِ خون)

"کیوایم ایچ"۔ Quarter Master Havildar

"کنڈم"۔ Condumn

"کرائم شیٹ"۔ Crime Sheet (فردِ جرم)

"کوٹھی"۔ بیرک کے کونے میں ایک چھوٹا سا کمرہ

"فٹیکیں"۔ Fatigueues (فوج میں جسمانی مشقت کے کام)

"جے سی او ایجوٹنٹ"۔ Junior Commissioned Officer Adjutant

(پہلے پہل اسے اجیٹن جمعدار کہا کرتے تھے آج کل آرمرڈ کور میں وردی میجر اور انفنٹری وغیرہ میں جے صاحب کہتے ہیں)۔

"اے سی آر"۔ Annual Confidential Report (سالانہ کارکردگی کا جائزہ)۔

جو سینئر اپنے جونیئرز کے بارے میں سالانہ کارکردگی کی رپورٹ لکھتا ہے)۔

"پی یو سی"۔Paper Under Consideration (قابلِ غور خط)

"لال بک"۔ وہ نوٹ بک جس میں بہت سے احکامات بطور حوالہ نوٹ کیے جاتے ہیں۔

"ڈی او ٹو"۔Daily Order Part II

"راشن منی"۔ Ration Money

"مکس اپ"۔ Mix Up (گڈمڈ)

"فکس اپ"۔ Fix Up(سرزنش کرنا)۔

"جے ای"۔جمعدار ایجوکیشن

"آرٹی" Recruit Test

"انفوروم"۔ Information Room

"ای آر ای"۔ Extra Regimental Employment

"او آر"۔ Others Rank

"رفل"۔ Rifle

"بٹ"۔ Ranges

"سر سر"۔ Sir Sir

"سی او"۔ Commanding Officer

"پی ٹی کٹ"۔ P.T.Kit(بغیر ڈھکن کے)

"وردی"۔ Tea Cosy

"سپرٹ"۔ Separate

"اسٹرانگ"۔ Strong

"سی ایم ایچ"۔ Combined Military Hospital

"ریوالی"۔ Reveille(سحر خیزی کا بگل)

بہت سے وضاحت طلب نکات باقی رہ گئے ہیں اور وہ اس خیال سے کہ تجسس مجروح نہ ہونے پائے۔

امید ہے کہ "بیرک نامہ" شاعری کے میدان میں ایک بالکل نئی چیز ثابت ہو گی۔ اور اس میں شامل حقائق، طنز، مزاح اور معلومات سے آپ لوگ حظ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اپنے علم میں بھی اضافہ کر سکیں گے۔

دعاؤں کے ساتھ

۲۵ جولائی ۲۰۰۲ء

شاکر کنڈان کی دیگر تصانیف و تالیفات

آشوبِ زیست	شعری مجموعہ
رفاقتوں کی فصلیں	شعری مجموعہ
اردو ادب اور عساکرِ پاکستان (جلد اول حصہ اول)	تحقیق
اردو ادب اور عساکرِ پاکستان (جلد اول حصہ دوم)	تحقیق
اردو ادب اور عساکرِ پاکستان (جلد دوم حصہ اول)	تحقیق
اردو نعت اور عساکرِ پاکستان (حصہ اول)	تحقیق
نعتِ رسول مقبول ﷺ اور سرگودھا کے شعراء	تحقیق
کراچی کے نعت گو شعراء	تحقیق
سندھ کے نعت گو	تحقیق
راولپنڈی شہر کے نعت گو شعراء	تحقیق
جادۂ شوق و محبت	سفرنامہ
جلتے صحراؤں میں	اردو ماہیا
ہتھیلی پہ سورج	شعری مجموعہ
سنجیاں گلیاں سجریاں راہواں	سفرنامہ
مضباچے	تنقیدی مضامین